روزنامہ (ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 27 اگست 2010ء 16 رمضان 1431 ہجری 27 ظہور 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 180

جنت کو آراستہ کر دیا گیا

حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رمضان کے شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ۔

"اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری امت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو" اس پر ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ آپ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کیلئے سال کے آغاز سے آخر تک مزین کیا جاتا ہے پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الصوم، الترغیب فی صیام رمضان)

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

انسان کے جسم میں دو چیزیں ہیں جسم اور روح، روح ایک تو روحانی ترقی سے خوش ہوتی ہے۔ دوسرے جسم کی طرح کھانے پینے سے موٹی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان چیزوں سے الگ ہونے سے خوش ہوتی ہے اور اپنے اصل کی طرف ترقی کرتی ہے۔ برخلاف اس کے جسم کی راحت کھانے پینے میں ہے۔ گویا ان دونوں میں اختلاف ہے اور ایسا اختلاف جیسے ایک مشرقی اور ایک مغربی ہو۔ روح کا ظہور جسم کے ذریعہ ہوتا ہے یا جسم روح کے لئے بطور سواری اور گھوڑے کے ہے۔ گھوڑا منہ زور ہے۔ اس لئے اپنی بات منواتا ہے اور جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں قوت عملیہ ہے اور وہ کھانے پینے کی چیزوں سے خوش ہوتا ہے۔ لیکن رمضان کے مہینہ میں کھانا پینا کم ہوتا ہے اور دنیاوی تعلقات میں کمی آتی ہے اس لئے روح کو جسم سے آزادی ملتی ہے اور یہ اپنی کمی کو دور کرتی اور تقویٰ کی طرف جاتی ہے۔ اس کی موٹی مثال کہ روح جب جسم سے آزادی پاتی ہے تو وہ بلندی کی طرف جا کر روحانیت پاتی ہے یہ ہے کہ پاگل بعض اوقات ایسی بات کہہ دیتے ہیں کہ جو کبھی پوری ہو جاتی ہے اسی وجہ سے بعض نادان ان کو ولی سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ پاگل کی روح کا اس کے جسم سے تعلق کمزور ہو گیا ہوتا ہے کیونکہ دماغ میں نقص آنے سے جسم سے دماغ کا تعلق کمزور ہو جاتا ہے اور دماغ کی حکومت جسم پر نہیں رہتی۔ اس سے اس کی روح آزاد ہو جاتی ہے اور باریک باتوں کو معلوم کر لیتی ہے۔

حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ لاہور میں ایک مجذوب تھا جو لوگوں کو گالیاں دیا کرتا تھا اور بعض دفعہ ایسی باتیں بھی کہتا جو پوری ہو جاتیں۔ آپ سے ایک شخص نے باصرار کہا کہ آپ اس سے ملنے چلیں۔ آپ نے خیال کیا کہ وہ پاگل ہے۔ گالی دے دے تو عجب نہیں اور اس کی اس حرکت سے یہ شخص میرے متعلق فیصلہ کر کے ٹھوکر کھائے۔ چلنے سے انکار کیا۔ لیکن جب اس نے اصرار کیا اور آپ نے دیکھا کہ جانا ہی بہتر ہے تو آپ گئے مگر یا تو وہ لوگوں کو گالیاں دے رہا تھا لیکن جب آپ گئے تو وہ مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور ایک خربوزہ جو اس کے پاس تھا۔ حضرت صاحب کے پیش کر کے کہا کہ یہ آپ کی نذر ہے یہ الٰہی تصرف تھا۔ ورنہ ممکن تھا کہ وہ گالیاں دے دیتا۔ تو پاگل کی بھی بوجہ جسمانی تفکرات سے آزاد ہونے کے روح کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ کبھی کوئی اعلیٰ درجہ کی بات کہہ سکتا ہے پس جسم کی صحت اور عقل کی سلامتی میں خدا سے تعلق کے لئے کھانا پینا کم کیا جائے تو روحانیت پیدا ہوتی ہے اور جسم بیلون (Balloon) کا کام دیتا ہے۔ جس کے ذریعہ روح اوپر کو اپنے ہم جنس فرشتوں کی طرف اڑتی ہے۔ پس زیادہ کھانے سے جسمانی حالت میں ترقی آتی ہے۔ اس لئے جب رمضان میں جسم کھانا پینا کم کرتا ہے تو روح ملائکہ کی طرف جاتی ہے گو پہلے روح ان کو بھولی ہوئی ہو۔ لیکن جب ان کو دیکھتی ہے تو اس طرف جانے کی کوشش کرتی ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنے رشتہ داروں کو بھولا ہوا ہو لیکن جب ان کو ملتا ہے یا خواب میں دیکھ لیتا ہے تو پھر ان کی محبت غالب آ جاتی ہے اسی طرح جب رمضان میں روح کو اوپر جانے کا موقع ملتا ہے تو یہ باقی سال میں بھی اوپر جانے کے لئے جدوجہد کرتی رہتی ہے اور اس طرح روزے صفات الٰہیہ کے پیدا کرنے میں مدد ہوتے ہیں۔

(الفضل 25 مئی 1922ء)

ضرورت محررین درجہ دوم

صدر انجمن احمدیہ میں محرر کے طور پر ملازمت کے خواہشمند احباب کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ

1۔ امیدوار کی عمر 25 سال سے کم ہونی ضروری ہے اور امیدوار کی تعلیم کم از کم انٹرمیڈیٹ ہونی چاہئے اور انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں کم از کم 45 فیصد نمبر حاصل کئے ہوں یعنی 495/1100 ہونے ضروری ہیں۔

2۔ امیدوار کیلئے (In Page) اردو کمپوزنگ کا جاننا ضروری ہے۔

3۔ صرف وہ امیدوار ملازمت کے اہل ہوں گے جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے محررین کیلئے لئے جانے والے امتحان اور انٹرویو میں پاس ہونگے۔

4۔ صرف وہ امیدوار ملازمت میں لئے جائیں گے جو فضل عمر ہسپتال کے میڈیکل بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔

5۔ جو دوست صدر انجمن احمدیہ میں بطور محرر ملازمت کے خواہشمند ہوں اور مندرجہ بالا شرائط پر پورے اترتے ہوں وہ درخواست دے سکتے ہیں۔ ان کیلئے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے 15 ستمبر 2010ء کو امتحان کا انعقاد کیا جائے گا۔

باقی صفحہ 12 پر

سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی آمد

مکرم ڈاکٹر کرنل افتخار اسلم صاحب ماہر امراض ناک کان گلا (ENT Specialist)

مکرمہ ڈاکٹر مسز افتخار اسلم صاحبہ گائناکالوجسٹ

دونوں ڈاکٹر صاحبان مورخہ 4 اور 5 ستمبر 2010ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کے معائنہ کیلئے تشریف لائیں گے۔ احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحبان کی خدمات سے استفادہ کیلئے ہسپتال تشریف لائیں اور قبل از وقت اپنی رجسٹریشن کروالیں اور مزید معلومات کیلئے استقبالیہ سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 586

نظام نو کے 3 تقاضے

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب (1881ء ـ 1947ء) نظام نو کی تعمیر کے تین تقاضوں پر بلیغ روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

نظام نو جو دنیا کو مصائب و آلام سے نجات دلانے والا ہو۔ وہ چونکہ تمام جہان کے لئے ہے۔ اس سے اس کی بنیاد بھی اس کے مطابق وسیع اور عظیم الشان ہونی چاہئے۔ نیز اگر کسی بنیاد میں بجائے پختہ عمدہ کنکریٹ کے کچی پلی اینٹیں بھر دی جائیں تب بھی وہ مکان مضبوط اور قائم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ جلدی متزلزل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دنیا کی دیگر تعمیروں کی طرح اس بنیاد کے لئے بھی تین چیزیں ضروری ہیں۔ جب تک وہ پوری نہ ہوں گی تب تک نظام نو تمام دنیا کے لئے کارآمد اور مفید نہیں ہوسکتا اور وہ تین چیزیں یہ ہیں۔

1۔ ایمان۔ یقین اور تقویٰ اللہ

2۔ ایسے لوگ جو ان صفات سے بکمال متصف ہوں۔

3۔ نہ صرف کچھ لوگ ایسے ہوں۔ بلکہ جہاں جہاں اور جس جس ملک یا روئے زمین پر یہ نظام پھیلتا جائے۔ وہاں ان کی مستقل میجارٹی یعنی اکثریت ہو اور ہوتی چلی جائے۔

یاد رکھیں کہ اگر پہلی چیز نہ ہوگی۔ تو پھر یہ عمارت کھڑی ہی نہیں ہوسکتی انہی چیزوں کا فقدان تھا جو اللہ تعالیٰ کو ایک (مامور) بھیجنے کی ضرورت پیش آئی.......... ایمان ثریا پر چلا گیا اور تقویٰ زیر زمین کہیں روشنی نہ رہی۔ نظام شریعت کی جگہ رسم و رواج اور کتاب الحیل نے لے لی تب خداتعالیٰ نے نئی زمین اور نئے آسمان بنانے کا ارادہ کیا اور مردوں کو زندہ کرنے کے لئے ایمان اور تقویٰ دے کر حضرت مسیح موعود کو بھیجا تاکہ وہ ان کی تخم ریزی افراد میں کرکے ایک جماعت قائم کریں۔ جو دنیا کے روحانی نظام نو کی حامل بن سکے۔ سوائے بھائیو! وہ تم ہو۔

مگر ایک نظام کے لئے یہ ضروری اور لابدی ہے۔ بلکہ پہلی ضرورت اس کی یہ ہے کہ اس کا ایک چلانے والا ہروقت موجود ہو۔ پس نبی کی وفات کے بعد سلسلہ خلافت جاری ہوا اور جب تک یہ خلافت زندہ رہے گی۔ یہ نظام بھی زندہ رہے گا۔ کیونکہ ان مومن متقی لوگوں کا گلہ بان خلیفہ ہی ہوتا ہے۔ ورنہ لوگ پراگندہ بھیڑوں کی طرح منتشر ہوکر بھیڑیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پس ضروری ہے کہ ہم نہ صرف متقی مومن ہوں۔ مطیع خلافت بھی ہوں اور اپنے ایمان اور یقین اور تقوے میں ہمیشہ ترقی کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔

تیسری بات یعنی اکثریت اس لئے ضروری ہے کہ اگر بالفرض یہ جماعت ایک صوبہ یا ایک ملک تک ہی محدود رہے۔ تب تمام دنیا کے وسیع علاقے میں اپنا نظام قائم نہیں کرسکتی۔ یا بالفرض ہر ملک میں کچھ احمدی پائے جائیں مگر ان کی اکثریت نہ ہو تب بھی غلبہ (غیر) کا باقی رہے گا اور نظام شریعت کا نفاذ اور اس پر عمل محال ہو جائے گا۔ پس نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کے لئے یہ ضرورت ہے کہ یہ جماعت ہر ملک اور ہر خطۂ زمین میں اس قدر بڑھ جائے کہ دوسرے لوگ بقول حضرت مسیح موعود صرف سانسی اور خانہ بدوش اقوام کی طرح رہ جائیں۔ اگر یہ اکثریت ہم پیدا نہ کرسکے تو گو ایک محدود علاقے میں نئے نظام کو صرف ایک ناتمام حد تک چلانے میں کامیاب بھی ہو جائیں۔ تب بھی یہ نظامِ نو آفاق پر چھا نہیں سکے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ خود کو ایمان و یقین و تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے بھر لو پھر اپنی تعداد میں اضافہ کرتے جاؤ اور جس قدر بھی نظام چل سکتا ہے۔ اسے خلافت کے ماتحت چلائے جاؤ اور بڑھاتے جاؤ اور ساتھ ساتھ ہر ملک، ہر براعظم اور دنیا کے ہر حصہ پر چھا جانے کی کوشش کرتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ مبارک نظام وہ امراللہ جس کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے قائم ہو جائے اور دنیا کے دکھ درد مٹ کر انصاف عدل، خداترسی کا دور دورہ تاقیامت چلتا رہے۔ اگر تمام دنیا بھی کہنے کو ظاہری طور پر احمدی ہو جائے اور ان میں خداترسی۔ خداشناسی اور ایمان نہ ہو۔ تو ایسے لوگ ہرگز کوئی نظام الٰہی نہیں چلاسکیں گے۔ اگر وہ خود مناریٹی یا اقلیت میں ہوں گے تب بھی یہی نتیجہ ہوگا۔

پس ساری شرائط کو پورا کرو تاکہ وہ نظام جو...... کتب حضرت مسیح موعود میں موجود ہے اور کچھ حصہ اس کا اس وقت تمہاری اپنی جماعت میں بھی نظر آتا ہے۔ وہ مکمل ہوکر خدا کی بادشاہت اسی طرح اس زمین پر بھی جلوہ گر ہو جس طرح وہ آسمانوں پر ہے۔ آمین“

(الفضل 11 مارچ 1943ء)

فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے

(المصلح الموعود)

قادیان میں 1943ء کے رمضان میں ایک تولہ شکر راشن

دودھ میں لسّی میں اور چائے میں پڑتا ہے نمک
ہے یہ روزوں کا مہینہ یا کہ خالی[1] کی جھلک

ان دنوں میں ایک تولہ راشنِ شکر جو ہو
ڈر ہے آہِ روزہ داراں پھونک ڈالے گی فلک

روزہ میں گرمی کے مارے لگ رہی ہے ایک آگ
کھانڈ ہے ڈیپو میں بند اور دل رہا ہے یاں بلک

چار تولے کھانڈ سے بنتا ہے شربت کا گلاس
اور کئی ایسے ہوں تب تسکین پاتا ہے دِلک[2]

اور سب شہروں میں ہے اک سیر سے راشن مزید
اور یہاں رمضان میں ہے چھ چھٹنکی پہ گزک

صرف یہ کہنا کہ سرکاری یہی مقدار ہے
کیسے مانیں ہم کہ ہر جا تو نہیں ہے یہ کھٹک

ملک میں سارے یہی مقدار ہوتی تب تو خیر
ڈیڑھ پایاں ہو تو واں[3] ہو پانچ پا یہ ہے کسک

ذائقہ کا اور تنعم کا نہیں ہرگز سوال
بلکہ لازم ہے شکر یوں جیسے پانی اور نمک

شیشی پینے والے بچوں کے لئے تو اوسطاً
پانچ تولہ روز ہو، دو سال کی مدت تلک

زچہ اور لڑکوں، مریضوں، روزہ داروں کے لئے
چاہئے ہے آدھ پا تک فالتو بے ریب و شک

تاکہ راشن ہو زیادہ دُور ہو ساری کمی
اہلِ حل و عقد کو لازم ہے کوشش بے دھڑک

چاہئے کرنا ڈپو کا بھی تو احسن انتظام
صبر کا پیالہ ہے جاتا اکثروں کا واں چھلک

جبکہ کھلتی ہیں دکانیں صبح سے تا شام سب
پھر ڈپو کیوں خاص کر کھلتا ہے گھنٹے تین تک

دیکھئے تلخی زدوں کی کون فریادیں سنے؟
جو بھی ہو اس کو دعا ہم دیں گے ”اللہ معک“

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

(1 خالی، شوال کے بعد کا مہینہ 2 دل کی تصغیر 3 مثلاً فیروز پور)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم سید محمد احمد صاحب

پارٹیشن کے زمانے کی چند یادداشتیں

جماعت احمدیہ کے ہوائی جہازوں کی مختصر کہانی

(قسط دوم)

جب میں قادیان میں تھا تو پتہ چلا کہ جماعت نے حضور کی ہدایت پر ایک چھوٹا سا دوسیٹر (Two Seater) جہاز از قسم L-5 خریدا ہے اور چند دن پہلے اس جہاز کو ڈپٹی محمد لطیف صاحب (جن کا ذکر پہلے آچکا ہے) قادیان لائے تھے اور انہوں نے اس ہوائی جہاز کو محلّہ دارالانوار کی مین سڑک کے اس حصہ پر لینڈ کیا تھا جو کوٹھی النصرت سے مشرقی جانب ہے چونکہ محلّہ دارالانوار کی مین سڑک پر کوٹھی النصرت تک بجلی کے کھمبے موجود تھے جن کے اوپر بجلی کی تاریں نصب ہیں اس لئے اس سڑک کی مشرقی Extension کا صرف ڈھائی سو گز لمبا کچا حصہ ہی اس قابل تھا کہ وہاں ایک چھوٹا سا اور ہلکا جہاز اتر سکے۔ اس قلیل المدت ٹرپ کے بعد ڈپٹی محمد لطیف صاحب اس L-5 قسم کے چھوٹے ہوائی جہاز کو لاہور (والٹن ایئر پورٹ) پر سول ایوی ایشن کی انتظامیہ کی سپردگی اور نگرانی میں چھوڑ کر اپنی ملازمت پر بمبئی واپس چلے گئے تھے۔

L-5 قسم کے چھوٹے جہاز امریکن افواج جنگ عظیم دوم کے آخری چند سالوں میں برائے فضائی سروے اور جنگی فرنٹ پر سے زخمی فوجیوں کو فوری طور پر پیچھے فیلڈ میڈیکل سنٹرز میں پہنچانے کے لئے استعمال کرتی تھیں۔ یہ ایک سخت جان جہاز تھا جسے بہت چھوٹی جگہ پر لینڈ کیا جاسکتا تھا۔ اس وجہ سے اسے ہوائی جیپ (Air Jeep) کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔ اس جہاز کی اگلی سیٹ پائلٹ کے لئے مخصوص تھی۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھنے والے کیلئے جہاز کو اڑانے کے کنٹرول بھی موجود تھے مگر اسی پچھلی سیٹ کی ساخت کچھ ایسی تھی کہ اگر ایک لیور کھینچ کر اس کی بیک کو پچھلی جانب گرا کر لٹا دیا جاوے تو یہ ایک سٹریچر Stretcher بن جاتی تھی جس پر زخمی فوجی کو لٹایا جاسکتا تھا۔ جنگ عظیم دوم میں یہ ہوائی جہاز اتنے کامیاب ہوئے کہ ان کا ایک تجدید شدہ اور بہت بہتر ماڈل جو L-19 کہلاتا ہے۔ آجکل بھی پاکستانی افواج کے زیر استعمال ہے۔ جماعت والے L-5 میں (یا اسی زمانے کے کسی بھی L-5 میں) رات کے اندھیرے میں راستہ ڈھونڈنے والے الیکٹرانک آلات موجود نہیں تھے۔ اس لئے اگرچہ رات کے اندھیرے میں آپ ٹیک آف یا لینڈ تو کرسکتے تھے مگر رات کے وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر نہیں کرسکتے تھے ماسوائے کہ آپ کو زمینی ریڈار سٹیشن کی سہولت مہیا ہو۔ جو اس زمانے میں ہمارے ملک میں موجود نہیں تھی۔

ڈپٹی محمد لطیف صاحب مرحوم کی بیک گراؤنڈ یہ تھی کہ آپ لاہور کے ایک مخلص احمدی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد محترم ڈپٹی محمد شریف صاحب سول سروس میں ہونے کی وجہ سے ڈپٹی کہلاتے تھے۔ اس لئے آپ کے تینوں بیٹوں کے اصلی ناموں سے پہلے اضافی لفظ ڈپٹی لگنے لگ گیا تھا۔ آپ اپنے والد صاحب مرحوم کے دوسرے بیٹے تھے۔ آپ نے جنگ عظیم کے شروع میں ایئر فورس جائن کی۔ 1943ء میں جب وہ رائل انڈین ایئر فورس ایک فائٹر سکواڈرن کی کمانڈ کر رہے تھے تو برما فرنٹ پر ان کے ہوائی جہاز کو جاپانیوں نے مار گرایا۔ وہ برما میں کریش لینڈنگ کرنے کے بعد بچ تو گئے۔ مگر جاپانیوں نے انہیں جنگی قیدی بنا کر فوجی قید خانہ میں ڈال دیا۔ وہاں سے کئی برس کی صعوبتیں جھیل کر جنگ کے اختتام پر جب وہ واپس آئے تو انہیں ایک بے حد مشکل اور تکلیف دہ ابتلا میں سے گزرنا پڑا۔ اور جس کی وجہ سے انہوں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ وجہ یہ تھی کہ برما اور سنگاپور کے فرنٹ پر جتنے بھی ہندوستانی فوجی جاپانیوں نے جنگی قیدی بنائے تھے ان میں بہت سے قیدیوں نے "انڈین نیشنل آرمی" میں شمولیت کر لی تھی۔ جس کی قیادت ایک سابقہ کانگریسی لیڈر سبھاش چندر بوس (عرف نیتا جی) کر رہے تھے۔ نیتا جی قید شدہ ہندوستانی جنگی قیدیوں کو پہلے اس بات پر قائل کرتے تھے کہ جاپان یہ جنگ جیت جائے گا اور اتحادی ہار جائیں گے اس لئے اگر وہ انڈین نیشنل آرمی میں شامل ہو کر جاپان کی طرف سے اتحادی افواج سے لڑیں گے تو اس طرح ہندوستان بہت جلد انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا اور تم جنگ ختم ہونے کے بعد ہندوستان کے ہیرو بن جاؤ گے۔ اس لالچ کی وجہ سے بھی بہت سے ہندوستانی فوجیوں نے انڈین نیشنل آرمی جائن کر لی تھی۔

مگر آخر کو جاپان جنگ ہار گیا اور تمام "باغی ہندوستانی فوجی" اتحادی افواج نے قید کر لئے۔ جنگ کے اختتام پر گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک فوجی کمیشن عدالت میں تمام مشکوک باغی افراد کو تین درجوں میں تقسیم کیا۔ پہلے درجہ میں اوپر والے لیڈر رکھے جنہوں نے اس غلط کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور اس وجہ سے انہیں انڈین نیشنل آرمی میں جرنیل تک کے رینک دے دئے گئے تھے۔ اس درجہ والوں کو سنگین سزائیں تجویز کی گئیں۔ دوسرے درجہ میں وہ لوگ شامل کئے گئے جنہوں نے درمیانہ درجہ کے جرم کئے تھے۔ انہیں درمیانہ درجے کی سزائیں تجویز کی گئیں۔ تیسرے درجہ میں صرف مشکوک اشخاص تھے اور یہ تعداد میں سب سے زیادہ تھے۔ انہیں صرف ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ ڈپٹی محمد لطیف صاحب اگرچہ انڈین نیشنل آرمی میں شامل نہیں ہوئے تھے بلکہ جنگ کے اختتام پر وہ جاپانیوں کی فوجی جیل سے برآمد ہوئے تھے اس لئے ان پر کوئی الزام نہیں لگنا چاہئے تھا۔ مگر ایک ہندو قیدی کی مکاری اور غلط بیانی کی وجہ سے انہیں بھی نوکری سے نکال دیا گیا۔ پارٹیشن سے کچھ پہلے وہ بمبئی کی ایک کمپنی میں بطور پائلٹ کام کر رہے تھے جس نے انڈیا میں جنگ عظیم کے اختتام پر امریکی فالتو جنگی سامان کے ڈپوز میں سے چند L-5 قسم کے ہوائی جہاز خریدے تھے اور پھر انہیں پانچ ہزار روپے فی جہاز کے حساب سے ضرورت مند پارٹیوں کو فروخت کئے تھے۔ انہیں کی کوشش سے جماعت نے پہلا L-5 جہاز خریدا جو پارٹیشن کے وقت جماعت کے کام آیا (جماعت نے بھی اس کی قیمت پانچ ہزار روپے ادا کی تھی)

ابھی جولائی 1947ء کے آخر میں مجھے قادیان سے دہلی واپس آئے ہوئے چند دن گزرے تھے۔ شاید جولائی کا آخری ہفتہ تھا یا اگست کا شروع۔ یہ یاد ہے کہ رمضان کا مہینہ تھا کیونکہ میں روزے سے تھا کہ رات کے وقت ایک صاحب قادیان سے دہلی تشریف لائے اور انہوں نے رات کو مجھے جگوایا (میں ان دنوں صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب مرحوم کے بالی گنج دہلی والے گھر میں رہتا تھا۔) اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ایک ضروری خط مجھے دیا جس میں لکھا تھا کہ آپ فوراً لاہور جائیں اور جماعت کا L-5 ہوائی جہاز (جو سول ایوی ایشن انتظامیہ والٹن ایئر پورٹ کی تحویل میں رکھا ہوا ہے) اسے لے کر فوراً قادیان پہنچیں۔ اس خط کے ساتھ منسلک ایک اتھارٹی لیٹر بھی والٹن ایئر پورٹ کے مینیجر کے نام تھا کہ وہ جماعت کا رکھا ہوا ہوائی جہاز مجھے Deliver کردیں۔

خاکسار نے صبح اٹھتے ہی لاہور جانے کا پروگرام بنالیا۔ اپنی ایئر لائن جن کی میں ملازمت کرتا تھا ان کو بھی اطلاع نہیں دی۔ دوپہر کو انڈین نیشنل ایئر لائن کی فلائٹ لی۔ والٹن ایئر پورٹ لاہور سے ایئر لائن کی کوچ میں (جس کے پاس کرفیو کے اوقات میں بھی گاڑی چلانے کا اجازت نامہ تھا) فلیٹیز ہوٹل Falletis Hotel پہنچا۔ رات اسی ہوٹل میں بسر کی اور دوسرے دن صبح اسی ایئر لائن کی کوچ میں والٹن ایئر پورٹ پہنچا۔ وہاں جا کر جماعت کے ہوائی جہاز کی ڈیلیوری لی مگر دیکھا کہ ہوائی جہاز کے تینوں ٹائر قریباً فلیٹ ہیں اور ہوائی جہاز منوں مٹی اور گرد سے اٹا پڑا ہے۔ اور اس کی بیٹریاں بھی مکمل طور پر ڈسچارج ہو چکی ہیں ان دنوں امن کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے کوئی مددگار بھی مہیا نہیں ہوسکتا تھا مگر پھر بھی میں نے آدھا دن لگا کر اس جہاز کو اڑنے کے قابل بنالیا۔ صفائی کی اس کارروائی سے ہوائی جہاز تو خاصا صاف ستھرا ہو گیا مگر میں بھوت بن گیا۔ سہ پہر تک میں نے جہاز کو پرواز کے لئے تیار کرلیا۔ ایک نقشہ بھی مہیا ہو گیا۔ باوجود اس بات کے کہ میں نے اس قسم کا ہوائی جہاز کبھی نہیں اڑایا تھا مگر میں نے اپنی عقل سمجھ سے جہاز کو سٹارٹ کر کے ایک ٹیسٹ فلائٹ بھی کر لی۔ اس کے بعد اللہ کا نام لے کر اس جہاز میں قادیان کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور پونے گھنٹے میں قادیان پہنچ گیا۔ چونکہ میرے علم میں تھا کہ کہاں لینڈ کرنا ہے مگر لینڈ کرنے کے بعد دیکھا کہ دارالانوار کی سڑک کا وہ ٹکڑا جہاں لینڈ کیا تھا اور جو فضا میں سے ٹھیک ٹھاک نظر آرہا تھا سابقہ بارشوں کی وجہ سے وہاں نو انچ کیچڑ تھا۔ جسکی وجہ سے نہ صرف اس لینڈنگ گراؤنڈ پر نو نو انچ گہری لائنیں پڑ گئیں۔ بلکہ ہوائی جہاز بھی بریک لگانے کے دوران سائڈوں کی جانب پھسلتا تھا۔ رکنے کے بعد احتیاط سے Taxi کر کے آہستہ آہستہ بیت دارالانوار کی مشرقی سائڈ پر ایک کھلے میدان میں جہاز کو پارک کر دیا اور پھر اتر کر اسے معروف طریقے سے ہر دو پروں کے کونے کے نیچے کلیاں گاڑ کر رسیوں سے اسے باندھ دیا تا کہ تیز ہوا سے ادھر ادھر کھسک نہ جائے اور اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گیا۔

قادیان پہنچ کر یہ طے پایا کہ جہاز کے انچارج صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ہوں گے جو اس وقت صدر مجلس خدام الاحمدیہ تھے اور ساتھ ساتھ حفاظت مرکز کے بھی انچارج تھے۔ ان کی اجازت سے پہلے چند دنوں تو قادیان کے گردونواح کے فضائی سروے کے مشن سرانجام دئے۔ نقشہ پر قادیان کے اردگرد کے وہ گاؤں مارک کئے جو سکھوں کی اکثریت والے تھے۔ اور وہ بھی جو مسلمانوں کی اکثریت والے تھے۔ نیز وہ کون کون سے مسلمان اقلیت والے گاؤں تھے جن پر سکھوں کے حملے کا خطر ہوسکتا تھا۔ اس دوران بعض سکھ اکثریت والے گاؤں کی طرف سے مسلم اقلیت والے گاؤں پر حملے بھی شروع ہو چکے تھے جس کی واضح نشانی یہ ہوتی تھی کہ مسلم اقلیت والے گاؤں میں مکانوں کو آگ لگی ہوتی تھی۔ کئی مقامات سے دھواں نکل رہا ہوتا تھا جو بہت دور سے نظر آتا تھا اور اس گاؤں کے مویشی گاؤں کے گرد ونواح میں بالکل آزاد کھیتوں میں چر رہے ہوتے تھے۔ اور انہیں سنبھالنے والا کوئی نہیں نظر آتا تھا۔

چونکہ خدام الاحمدیہ کی ایک سروے ٹیم بھی زمینی راستوں سے اپنی جیپ نما گاڑی میں قادیان کے اردگرد اس قسم کے سروے کرتی رہتی تھی تو میں اس گاڑی کو اپنی سروے کے دوران آسانی سے ڈھونڈ لیتا تھا۔ اور اگر انہیں میری ضرورت پڑتی (جس کے لئے وہ اپنی گاڑی میں سے ایک جھنڈی بلند کرتے) تو میں قریبی کھیت میں لینڈ کر جاتا تھا۔ ان سے رابطہ کرتا اور ان کی زبانی رپورٹ کو فوری طور پر قادیان پہنچا دیتا۔ بعض دفعہ تو ایسی ایسی تنگ اور چھوٹی جگہ یا راستوں پر میں نے لینڈ کیا کہ وہاں سے دوبارہ اڑنا بے حد مشکل ہو جاتا۔ اتنا مشکل کہ کئی بار درختوں سے ٹکراتے ٹکراتے بال بال بچا۔ میرا اس گراؤنڈ سروے ٹیم سے ملاپ عموماً جب ہی ہوتا تھا جب ان کی سروے کے مطابق انہوں

نے کسی سکھوں کی حملہ آور پارٹی یا گروپ کو کسی مسلمان گاؤں کی طرف جاتے دیکھا ہو۔ جب قادیان کے ارد گرد سکھوں کے حملے مسلمان گاؤں پر بہت بڑھ گئے تو بہت سے مسلمان مہاجرین قادیان آگئے اور اس وجہ سے قادیان میں مسلمان آبادی میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ اس وجہ سے ایک طرف تو جماعت کے اپنے کھانے پینے اور راشن کے وسائل پر بہت ہی زیادہ بوجھ پڑ گیا اور دوسری طرف علاقے کے سکھوں کے لئے یہ بات اس لئے بھی ناقابل برداشت ہوگئی کیونکہ اس علاقے کو وہ اپنا علاقہ سمجھتے تھے اور وہ اپنے علاقے میں ایک بڑے مسلمان سنٹر کو اپنے لئے بڑا خطرہ سمجھتے تھے۔ مگر وہ اس معاملے میں کچھ کر نہیں سکتے تھے کیونکہ اس وقت تک ہم سب کا یہی اندازہ تھا کہ قادیان پاکستان کا حصہ بنے گا۔ مگر 17/اگست کو باؤنڈری کمیشن کے شدید ناانصافی والے اعلان نے قادیان اور اس کے گردونواح کو ہندوستان میں شامل کر دیا۔ اس کے بعد تو علاقے کے سکھ شیر بن گئے۔ اور ہمارے لئے شدید پریشانی کا فلڈ گیٹ (Flood Gate) کھل گیا۔

ایک دن اطلاع ملی کی بٹالہ کے قریب "علی وال" کے علاقے میں سکھ گھڑ سواروں نے پانچ مسلمان گاؤں پر حملہ کر دیا ہے اور وہاں کے مسلمانوں کے قتل و غارت کی کارروائی ہو رہی ہے۔ میں فوری طور پر ہوائی جہاز میں وہاں پہنچا۔ دیکھا کہ مسلمانوں کے پانچوں گاؤں سکھوں کے حملوں کی زد میں ہیں۔ جگہ جگہ مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ گھروں کے صحنوں میں مردوں، عورتوں اور بچوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ میرے پاس صرف ایک طریقہ تھا کہ بہت ہی نیچی پرواز کر کے سکھ گھڑ سواروں کو Buzz کروں۔ Buzz کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بے حد نیچی پرواز کر کے زمین پر کھڑے یا بھاگتے انسان یا سوار کو ڈرانا کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اب جہاز مجھ سے ٹکرا جائے گا۔ چنانچہ میں نے کئی بار ایسا کیا۔ جس سے پیدل حملہ آور تو ادھر ادھر چھپ گئے مگر بعض سکھ گھڑ سوار مختلف اطراف میں بھاگے۔ ایک بھاگتے ہوئے سکھ گھڑ سوار کو جب میں نے بے حد نیچی پرواز کر کے Buzz کیا تو اس کے گھوڑے نے ڈر کے مارے اپنے سوار کو اچھال کر ایسے زور سے زمین پر پٹخا کہ یہ نظارہ دیکھ کر مجھے بے حد لطف آیا۔

اگست کے تیسرے ہفتے تک تو مختلف گاؤں میں لگی ہوئی آگیں اور ان کا دھواں اتنا زیادہ ہو گیا کہ امرتسر سے دریائے بیاس تک سارے گاؤں جلتے ہوئے نظر آتے تھے اور لاکھوں کی تعداد میں مویشی ادھر ادھر پھیلے ہوئے آوارہ پھرتے اور چرتے ہوئے نظر آتے۔ یہ ایک بے حد بھیانک نظارہ ہوتا تھا جو ہمیں روزانہ بے حد افسوس اور دکھ کے ساتھ دیکھنا پڑتا تھا۔

17/اگست کے بعد ہمیں فضائی سروے کی پروازیں بند کرنی پڑیں۔ کیونکہ قادیان اب انڈیا میں جا چکا تھا۔ اب زیادہ پروازیں قادیان سے لاہور اور واپس قادیان تک کی رہ گئیں۔ روزانہ ہوائی جہاز میں ایک جماعتی کارکن ساتھ لے کر قادیان سے والٹن ایئر پورٹ لاہور جاتے۔ ساتھ جماعت کے ضروری کاغذات، ریکارڈ، دستاویز، انجمن اور تحریک جدید کے امانت فنڈز اور ان کے تفصیلی حسابات کے رجسٹر وغیرہ وغیرہ۔ نیز جماعت کے تاریخی کاغذات اور تصاویر وغیرہ وغیرہ۔ جماعتی کارکن لاہور میں سارا دن جماعت کے ضروری کام سرانجام دیتا اور اس کی ایئر پورٹ پر واپسی کے بعد شام کو کافی لیٹ چل کر مغرب کے وقت تک واپس قادیان آجاتے تھے۔ واپسی پر جماعتی کارکن کے ساتھ وہ ضروری سامان بھی ہوتا تھا جو اس نے لاہور سے خریدا ہوتا تھا۔ کیونکہ جماعتی ضروریات کے لیے بٹالہ یا امرتسر جانا تقریباً ناممکن ہو گیا تھا چند دن کے بعد یہ تبدیلی ہوئی کہ جس کارکن کو آج ساتھ لے کر جاتے تھے اسے 24 گھنٹے کے لئے لاہور چھوڑ آتے تھے اور سابقہ کل ساتھ آنے والے کارکن کو آج شام واپس قادیان لے جاتے تھے اس طرح جماعتی کارکن کو لاہور میں چھ سات گھنٹے کی بجائے پورے 24 گھنٹے جماعت کا کام کرنے کے لئے ملنے لگے اور اس طرح وہ زیادہ کام سرانجام دینے لگے۔

ان دنوں کا ایک خاص اور دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایک صبح قادیان سے لاہور جانے کے ٹائم سے کچھ پہلے حضور نے مجھے قصر خلافت کے دفتر میں بلوایا اور فرمایا کہ آج تم نے میری زندگی کی سب سے قیمتی چیز لاہور لے کر جانی ہے اور اس چیز کی راستے میں پوری حفاظت کرنی ہے اور اس چیز کو تم نے شیخ بشیر احمد صاحب (جو اس وقت لاہور کے امیر جماعت تھے) کو ان کے گھر سے والٹن ایئر پورٹ پر بلوا کر ان کے سپرد کرنی ہے اور انہیں اس چیز کی خاص حفاظت اور احتیاط کے بارے میں تم نے شیخ صاحب کو انہیں الفاظ میں بیان کرنا ہے۔ جیسے میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ پھر تم نے ان سے اس کی وصولی کی رسید لینی ہے۔ جو واپس تم نے مجھے دینی ہے۔ میرے ناپختہ ذہن میں اس وقت یہ احمقانہ خیال آیا کہ شاید حضور مجھے کوئی ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا بکس دیں گے۔ یہ کہہ کر حضور اٹھے اور ساتھ والے کمرے میں سے ایک میلا سا چھوٹا سا ٹریول بیگ (Travel Bag) لائے۔ یہ بیگ کینوس کا تھا اور اس کا اوپر کا زپ بھی ٹوٹا ہوا تھا۔ بیگ کاغذات سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے وہ بیگ میرے سامنے رکھا اور فرمایا میری قرآن شریف کی لکھی ہوئی تفسیر کا کچھ حصہ تو چھپ چکا ہے۔ کچھ حصہ لکھا جا چکا ہے مگر ابھی چھپا نہیں۔ مگر ابھی بہت سے حصے کی تفسیر لکھنے کا کام باقی ہے۔ چونکہ میری زندگی کا ایک بڑا مشن اس تفسیر کو مکمل کرنے کا ہے۔ اس لئے میری عادت ہے کہ دن ہو یا رات چلتا پھرتا ہوں اور یا کوئی اور کام کر رہا ہوں۔ مگر جو بھی کر رہا ہوں اگر قرآن شریف کی کسی آیت کے بارے میں میرے ذہن میں کوئی نیا مطلب آئے تو میں فوراً اس پوائنٹ کو ایک سادہ کاغذ پر لکھ کر اس بیگ میں ڈال کر محفوظ کر لیتا ہوں تا کہ بوقت ضرورت کام آسکے۔ ضروری نہیں کہ ان کاغذات پر لکھے ہوئے نوٹس میں کوئی ترتیب ہو مگر میرے لئے یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔ میں نے حضور سے بیگ لیا۔ اسے سنبھالا اور اسے ہوائی جہاز میں رکھ کر لاہور لے گیا۔ ساتھ جانے والے جماعتی کارکن کو والٹن ایئر پورٹ پر اتارا کہ وہ جماعت کے کاموں کے لئے شہر چلا جائے۔ پھر میں نے ایئر پورٹ کے کنٹرول ٹاور جا کر شیخ بشیر احمد صاحب کو فون کیا اور انہیں فوری طور پر والٹن ایئر پورٹ پہنچنے کے لئے کہا۔ یہ بھی بتایا کہ میں نے حضور کی طرف سے بھیجی ہوئی ایک بے حد ضروری چیز آپ کے سپرد کرنی ہے اور یہ چیز میں کسی اور کے سپرد نہیں کر سکتا۔ قسمت اچھی تھی کہ اس وقت کرفیو نہیں تھا۔ اس لئے شیخ صاحب پونے گھنٹے میں والٹن ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ (یاد رہے کہ اس زمانے میں لاہور کی نہر کے پل سے آگے فیروز پور روڈ پر والٹن ایئر پورٹ کے گیٹ تک خاص آبادی نہیں تھی۔ اس لئے والٹن ایئر پورٹ کے ہوائی جہازوں کے کھڑے ہونے والے حصے سے فیروز پور روڈ اور اس پر چلتا ہوا ٹریفک صاف نظر آتا تھا) میں نے اپنے ہوائی جہاز کے قریب سے ہی جب شیخ صاحب کی کار نے فیروز پور روڈ سے والٹن ایئر پورٹ کے مین گیٹ کی جانب ٹرن لیا دیکھ لیا۔ جب وہ ہوائی جہاز کے قریب پہنچے تو میں نے حضور والا بیگ ہوائی جہاز میں سے اتارا اور اسے ہوائی جہاز کے پیچھے کی جانب ٹارمیک Tarmac پر رکھ دیا۔ علیک سلیک کے بعد میں نے بیگ کی طرف اشارہ کر کے انہیں حضور کے بیان کردہ الفاظ سنائے اور بیگ ان کے سپرد کر دیا اور ان سے دستخط کروا کر رسید لے لی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ بیگ کے پاس ہی ٹھہریں تا کہ میں کنٹرول ٹاور جا کر ایک ضروری کام کر آؤں۔ وہ وہاں میری واپسی تک ٹھہرے رہے اور اپنے ایک ساتھی کے ساتھ جسے وہ لے کر آئے تھے میرا انتظار کرتے رہے۔ جب میں واپس آیا تو سابقہ کل ساتھ آنے والا جماعتی کارکن بھی ایئر پورٹ پر پہنچ چکا تھا۔ اب میں نے شیخ صاحب سے اجازت مانگی۔ اس یقین کے ساتھ کہ وہ بیگ انہوں نے حفاظت سے اپنی کار میں رکھ لیا ہوگا۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں نے قادیان واپس جانے کی تیاری کی اور جماعتی کارکن کو مع سامان کے پچھلی سیٹ پر بٹھا کر خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور حسب قاعدہ جہاز کے پیچھے دیکھنے والے آئینہ Rear View Mirror پر نظر ماری تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور والا بیگ جہاز سے چند قدم دم کے پیچھے ٹارمیک Tarmac پر یعنی زمین پر پڑا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر تو میری تو جان نکل گئی اور اوپر سے مشکل یہ کہ شیخ صاحب بیس منٹ پہلے جا چکے تھے۔ آجکل کا زمانہ بھی نہیں تھا کہ موبائل فون سے ان سے بات کر لیتا اور ویسے اگر دوڑ کر کنٹرول ٹاور جاتا فون کرتا تو کیسے۔ وہ تو ابھی راستے میں تھے اور ابھی تک گھر بھی نہیں پہنچے ہوں گے۔ اس پریشانی کی حالت میں ہوائی جہاز سے اترا۔ میرا اندازہ تھا کہ گھر پہنچ کر انہیں پتہ چلے گا کہ وہ بیگ ایئر پورٹ پر ہی بھول آئے ہیں اور پھر واپس آنے تک اتنی دیر ہو جائے گی کہ ہم قادیان اس لئے روانہ نہیں ہوں پائیں گے کہ رات پڑ جائے گی اور قادیان میں رات کو لینڈنگ کرنے کی مددگار Flares روشنیاں بھی نہیں ہیں۔ ابھی اس سخت پریشانی کی حالت میں میں کھڑا فیروز پور روڈ کی جانب دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک کار نے فیروز پور روڈ سے والٹن ایئر پورٹ کے مین گیٹ کی طرف اس تیزی سے بائیں جانب ٹرن لیا جس سے کار کے ایک جانب کے دونوں پہیے زمین سے اٹھ گئے اور ساتھ ہی ایک تیز سیٹی نما دھماکہ کی آواز آئی۔ شکر ہے کار الٹی نہیں بلکہ بے حد تیزی سے ہماری جانب آئی۔ اس وقت میں نے پہچانا کہ شیخ صاحب کی کار ہے۔ الحمدللہ میرے دل کی گہرائیوں سے نکلا۔ شیخ صاحب جلدی سے کار میں سے نکلے۔ انہوں نے سخت ندامت کا اظہار کیا مگر وہ اس بات پر شکر گزار تھے کہ میں ابھی تک وہاں موجود تھا۔ انہیں ڈر تھا کہ ہوائی جہاز واپس قادیان چلا گیا ہوگا اور بیگ پتہ نہیں کہیں غائب نہ ہو گیا ہو۔ یا گم نہ گیا ہو۔ جب قریب آئے تو انہیں ٹارمیک پر پڑا ہوا بیگ نظر آیا۔ اسے دیکھنے کے بعد ہی شیخ صاحب کے ہوش ٹھکانے آئے۔ انہوں نے بیگ اٹھایا۔ اور مجھے دوبارہ الوداع کہہ کر اپنی کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ہم قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ قادیان پہنچ کر میں سیدھا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے پاس گیا اور انہیں سارا قصہ سنایا۔ انہوں نے ساری بات سن کر مجھے تاکیداً یہ ہدایت دی کہ تم نے ہرگز ہرگز حضور کو یہ بات نہیں بتانی کہ آپ کا بیگ شیخ صاحب ایئر پورٹ پر بھول گئے تھے۔ نہ آج اور نہ آئندہ کبھی۔ اس لئے حضور سے ملاقات کے دوران میں نے شیخ صاحب کی دستخط کردہ رسید تو حضور کو دیدی مگر اس واقعہ کا کوئی ذکر نہ کیا۔ نہ اس وقت اور نہ بعد کو کبھی۔

اب اس زمانے کی تین دیگر باتیں بھی بتانی ضروری ہیں۔ پہلی بات یہ کہ ان دنوں پرائیویٹ ہوائی جہازوں کے لئے پٹرول ایک راشن سسٹم سے ملتا تھا۔ ہمارے L-5 ہوائی جہاز کا کوٹا صرف چار گیلن فی ہفتہ تھا۔ جو بالکل ناکافی تھا۔ لاہور سے قادیان اور واپسی تک بارہ گیلن لگ جاتے تھے۔ والٹن ایئر پورٹ پر چھوٹے ہوائی جہازوں کے لئے ایک ایسا پڑول پمپ تھا جیسے آجکل کاروں کے لئے ہوتا ہے۔ اس شیل کمپنی کے پٹرول سٹیشن کا انچارج ایک اینگلو انڈین جوان تھا جو اپنی فیملی کے ساتھ والٹن ایئر پورٹ پر ہی ایک گھر میں رہتا تھا۔ چونکہ اس زمانے میں فیروز پور روڈ پر نہر کے بعد ماڈل ٹاؤن اور اس سے آگے تک کوئی دوکانیں نہیں تھیں اس لئے اسی اینگلو انڈین جوان کو اپنے گھر کے راشن اور دیگر سامان کے لئے شہر جانا پڑتا تھا۔ مگر

اب شہر میں تقریباً روزانہ کرفیو کی وجہ سے اس کے لئے مشکل پیدا ہوگئی تھی اور اسے اس مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں نظر آرہا تھا۔ جس دن میں پہلی بار جماعت کے ہوائی جہاز کی ڈیلیوری لینے کے لئے دہلی سے والٹن آیا تھا اس دن اس بندہ نے میری مدد کی تھی۔ اس لئے جب وہ میرا خاصا واقف بن گیا تو میں نے اسے یہ آفر دی کہ تمہارے گھر کیلئے راشن اور دوسری ضروریات میں قادیان سے لے آؤں گا۔ مثلاً گوشت، سبزی، انڈے اور بیکری کا سامان۔ اس لئے جب بھی ضرورت ہو تو مجھے ایک دن پہلے بتا دیا کرو۔ وہ اس بات سے اتنا خوش ہوا کہ جواباً اس نے مجھے کہا کہ اب میں آپ کے ہوائی جہاز کیلئے پرمٹ یا واؤچرز کے بغیر ہی جتنا آپ چاہیں پٹرول دے دیا کروں گا۔ اور اس کو کاغذات میں Adjust کرنے کی ذمہ داری میری ہوگی۔ اس کے بعد میں اس کی ضرورت کے مطابق قادیان سے اس کیلئے راشن لاتا رہا اور وہ مجھے بلاحساب پٹرول دیتا رہا۔ اس آسانی کے بعد میں ہر روز اپنے ہوائی جہاز کا 35 گیلن کا ٹینک پورا بھرواتا تھا۔ قادیان پہنچنے تک 6 گیلن خرچ ہوجاتا تھا۔ باقی رہا ٹینک میں 29 گیلن جس میں سے میں ایک ربڑ کی ٹیوب کے ذریعے بیس 20 گیلن نکال کر ایک پٹرول کے بڑے ڈرم میں محفوظ کرلیتا تھا۔ اور باقی 9 گیلن واپسی کی فلائٹ کیلئے ہوائی جہاز میں رہنے دیتا تھا۔ چونکہ ہر روز لاہور جاتے تھے اس لئے قادیان میں جمع شدہ ریزرو میں ہر روز 20 گیلن کا اضافہ ہوجاتا۔ یہ کام اس لئے کر رہے تھے اگر خراب ملکی حالات کی وجہ سے لاہور میں پٹرول ملنا بالکل ہی بند ہو جائے تو قادیان میں ہمارے ہوائی جہاز کیلئے ایک معقول ریزرو موجود ہوتا کہ کسی ایمرجنسی کی صورت میں ہوائی جہاز قادیان میں پھنس نہ جاوے۔

دوسری بات یہ کہ ایک ہندو نوجوان جو لاہور میں اپنی فلائنگ کی ٹریننگ مکمل کرچکا تھا اور بطور پائلٹ کسی انڈین ایئرلائن میں ملازمت کا خواہش مند تھا اس ہندو نوجوان کے پاس ہماری طرح کا L-5 ہوائی جہاز تھا۔ چونکہ اس کی ٹریننگ مکمل ہوچکی تھی اس لئے وہ اپنا ہوائی جہاز ہمارے پاس فروخت کرنے کا خواہش مند تھا۔ اگرچہ اس کے ہوائی جہاز کا انجن ہمارے جہاز کے انجن سے معمولی سا کمزور تھا کیونکہ اس کا ہوائی جہاز ہمارے جہاز سے 300 گھنٹے زیادہ اڑان کرچکا تھا۔ مگر وہ اپنے ہوائی جہاز کی قیمت 5000 روپے ہی مانگ رہا تھا اور اس میں کمی کرنے پر راضی نہ تھا۔ بالآخر میں نے حضور سے اجازت لے کر اس کی قیمت کو منظور کرکے اس سے سودا کرلیا۔ اس نے اپنا L-5 تو ہمارے سپرد کردیا مگر اس کی رجسٹریشن کے کاغذات اپنے پاس ہی رکھے اور کہا کہ جب تم رقم دو گے تو میں کاغذات دوں گا۔ مگر اچانک لاہور میں اتنی بدامنی شروع ہوگئی اور وہ اتنا خوف زدہ ہوا کہ (رقم دینے سے پہلے) اچانک انڈیا چلا گیا۔ اس لئے ہم اسے اس جہاز کی قیمت ادا نہ کرسکے۔ بعد کو جب میں نے سول ایوی ایشن محکمہ پاکستان کو یہ ساری بات بتائی تو انہوں نے جہاز کے نئے رجسٹریشن کاغذات ہمارے نام بنا دیے۔ اس طرح مالی لحاظ سے یہ دوسرا L-5 جماعت کو مفت کا پڑا۔ اب ہمارے پاس دو L-5 جہاز ہوگئے۔

تیسری بات یہ ہوئی کہ انہی دنوں ڈپٹی محمد لطیف صاحب بمبئی سے اپنی ملازمت چھوڑ کر لاہور پہنچے اور میرے ساتھ دوسرا L-5 جہاز اڑا کر قادیان آ گئے۔ اب پوزیشن یہ ہوگئی کہ ایک L-5 جہاز وہ اڑاتے اور دوسرا میں۔

اس زمانے کا ایک اور اہم واقعہ جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ قادیان سے لاہور جانے والا پہلا ہجرت کرنے والوں کا قافلہ 25 اگست 1947ء کو روانہ ہوا۔ اس قافلے میں حضرت مسیح موعود کے خاندان کی خواتین بشمول حضرت اماں جان بھی شامل تھیں۔ اس قافلے کی سب سے اگلی گاڑی نیلے رنگ کی ڈاج ویگن تھی۔ جو صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ملکیت تھی۔ چونکہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں صرف تین دن پہلے (یعنی 22 اگست 1947ء کو صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب۔ (اب سرجن ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب حال امریکہ) پیدا ہوئے تھے اس لئے نومولود ننھے بچے اور ان کی والدہ محترمہ کیلئے اس ڈاج ویگن کے فرش پر ایک موٹا سا گدا بچھا دیا گیا۔ جس پر لیٹ کر والدہ اور نومولود بچہ قادیان سے لاہور پہنچے۔ اس دن میں بھی ہوائی جہاز میں قادیان سے لاہور آرہا تھا۔ اڑان کے دوران میں نے اس قافلے کو بٹالہ اور امرتسر کے درمیان اسی نیلی گاڑی کی وجہ سے پہچانا۔ اگرچہ مجھے کوئی آرڈر نہ تھے مگر محض شوقیہ اس قافلے کے قریب سڑک کے نزدیک ایک کھیت میں لینڈ کر گیا۔ جہاز کا انجن چلتا چھوڑا اور چند قدم چل کر قافلے کے اگلے حصہ تک پہنچ گیا۔ قافلہ مجھے دیکھ کر رک گیا۔ میں نے خیریت معلوم کی۔ چونکہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک تھا اس لئے قافلہ بھی روانہ ہوگیا اور میں بھی لاہور پرواز کر گیا۔ لاہور پہنچ کر میں نے شیخ بشیر احمد صاحب (امیر جماعت لاہور) کو اطلاع کا فون کردیا کہ قافلہ خیریت سے ہے اور تقریباً فلاں ٹائم تک لاہور پہنچ جائے گا۔ اس وقت تقریباً ہر ذہن میں یہی خیال تھا کہ لاہور تھوڑا سا عرصہ رہ کر جوں ہی امن کے حالات ٹھیک ہوں گے سب لوگ قادیان واپس چلے جائیں گے۔ کسی کو یہ خیال نہ تھا کہ یہ مستقل ہجرت ہے۔ حضور 31/اگست کو بذریعہ کار قادیان سے لاہور آئے۔ آپ کسی قافلے میں نہیں آئے بلکہ آپ کی کار کے ساتھ ایک فوجی حفاظتی دستہ تھا۔ جس کا انچارج ایک فوجی کمانڈو انگریز کپتان تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی بہت سے انگریز فوجی افسران انڈین اور پاکستانی فوج میں موجود تھے۔

ستمبر 1947ء کے بالکل شروع میں مشرقی پنجاب گورنمنٹ نے ہمارے ہوائی جہازوں کو ضبط کرنے کے آرڈر جاری کردئے۔ یہ آرڈر ایسے وقت میں آئے جب میں اور ڈپٹی لطیف صاحب اپنے اپنے جہازوں میں لاہور سے قادیان آرہے تھے۔ اور ہم دونوں کے جہازوں میں ایک ایک جماعتی کارکن بھی سوار تھا اور ساتھ چند ضروری سامان کے آئیٹم بھی ساتھ تھے۔ جو پولیس کا افسر یہ آرڈر لے کر آیا تھا وہ پہلے خدام الاحمدیہ کے دفتر پہنچا اور وہاں اس وقت کے انچارج کو یہ آرڈر دکھائے۔ خدام الاحمدیہ کے دفتر والوں کو علم تھا کہ ہماری لاہور سے قادیان واپسی عنقریب متوقع ہے۔ اس لئے انہوں نے چار خدام کارکنان ہمارے لینڈنگ گراؤنڈ کی جانب بھگائے۔ اور انہیں خاموشی سے ہدایت دی کہ جوں ہی ہم لینڈ کریں تو آپ چاروں جلدی جلدی دونوں ہوائی جہازوں سے ضروری سامان اتارلیں اور دونوں پائلٹوں کو فوری طور پر لاہور واپس چلے جانے کی ہدایت کردیں اور ہمیں بتا دیں کہ جہاز ضبط کرنے کے آرڈر آچکے ہیں۔ اس لئے فوری طور پر لاہور کیلئے اڑ جائیں۔ ادھر خدام الاحمدیہ کے دفتر کے انچارج نے آرڈر لانے والے پولیس افسر اور اس کے ساتھ سپاہیوں کو چائے پانی کے چکر میں ڈال دیا اور انہیں بہت سی دلچسپ غیر متعلقہ باتوں میں لگائے رکھا اور انہیں اتنی دیر اپنے دفتر میں بٹھائے رکھا جب تک ہم قادیان سے لاہور کیلئے روانہ نہیں ہوگئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمارے قادیان لینڈ کرتے ہی خدام الاحمدیہ کے کارکنوں نے ہمیں اشارے سے بتایا کہ انجن بند نہ کریں اور پھر فوری طور پر ہمارے ساتھ آنے والے کارکنوں کو اور ان کے ساتھ سامان کو جلدی جلدی اتارا۔ اس کے فوراً بعد ہم اپنے اپنے جہازوں کو موڑ کر لاہور کیلئے روانہ ہوگئے۔ اور پونے گھنٹے بعد والٹن ائیر پورٹ پہنچ گئے۔

مگر اس دن کے بعد بھی میں روزانہ والٹن سے اڑتا اور پرواز کرکے قادیان جاتا۔ اور قادیان کے اردگرد کا مکمل فضائی سروے کرتا یہ دیکھنے کیلئے کہ کہیں قادیان کے اردگرد کوئی ایسی کارروائی تو نہیں ہورہی جس سے قادیان پر حملے کا ڈر ہو۔ بعد اس کے علاوہ یہ بھی دیکھتا کہ قادیان سے احمدی مہاجرین کے روزانہ لاہور آنے والے قافلے کو راستے میں کوئی مشکل تو پیش نہیں آرہی۔ مگر چند دن بعد یہ سروے بھی بند کرنا پڑا کیونکہ قادیان میں مقیم پولیس اور فوجی یونٹس نے مجھ پر فائرنگ شروع کردی۔

(یہاں یہ بتاتا چلوں کہ ائیرفورس کے فائٹر جہازوں پر اگر زمین پر سے فائر ہو تو گولی چلنے کی آواز اس لئے نہیں سنائی دیتی کہ اپنے انجن کا شور بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مگر ان چھوٹے جہازوں میں رائفل یا مشین گن فائر کی آواز آجاتی تھی)

پہلی بار جب میرے ہوائی جہاز پر قادیان کے اوپر اڑتے ہوئے فائرنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے معجزانہ طور پر بچا دیا۔ L-5 جہاز میں فرنٹ سیٹ یعنی کاک پٹ کے دونوں اطراف کے دروازوں کے اوپر آدھا حصہ ایسی کھڑکی کا تھا جس کا شیشہ خصوصی قسم کے پلاسٹک بنامی Perspax کا بنا ہوا تھا۔ ان کھڑکیوں کو اندر کی طرف کھول کر نیچے کی طرف بٹن کیا جاسکتا تھا۔ میں اکثر دونوں سائڈ کھڑکیوں نیچے بٹن کرکے (یعنی آدھا کھول کر) فلائی کرتا تھا۔ اسی طرح جہاز کے اوپر کی چھت بھی Perspax کی بنی ہوئی تھی۔ جس میں سے شیشے کی طرح صاف نظر آتا تھا۔

اس دن جب فضائی سروے کے لئے میں قادیان گیا اور تعلیم الاسلام کالج سے منارۃ المسیح کی جانب بہت نیچی پرواز کر رہا تھا تو ریتی چھلہ سے کچھ پہلے جب میں تقریباً قادیان کے پولیس تھانہ کے اوپر تھا کہ مجھے نیچے سے فائرنگ کی آواز آئی۔ اگرچہ فائرنگ کی آواز نیچے اور بائیں طرف سے آئی تھی مگر اتفاقاً میں نے اپنا سر تھوڑا سا دائیں جانب جھکایا تاکہ دائیں جانب کی کھلی کھڑکی سے نیچے دیکھوں۔ اسی لمحہ ایک زوردار "ٹھک" سا دھماکہ ہوا اور اوپر چھت والی Perspax کے چند پلاسٹک کے ذرات میری گردن کی بائیں جانب مجھے گرتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اور اس کے ساتھ اسی لمحہ میرے سر کے بائیں حصہ کے بالوں میں میں نے سرسراہٹ محسوس کی۔ میں نے فوری طور پر ہوائی جہاز کو سنبھالا اور بلندی کی جانب کے ساتھ ساتھ دائیں جانب جہاز کو موڑا پھر جب اوپر دیکھا تو چھت کی Perspax میں میرے سر کے عین اوپر گولی لگنے کی وجہ سے سوراخ ہوگیا تھا۔ اس کے ساتھ جب سر پر ہاتھ پھیرا تو معلوم ہوا کہ سر کے کچھ بال بھی جل گئے ہیں۔ یہ ایک عجیب معجزہ تھا کیونکہ اگر اس وقت اگر میں نے اپنا سر ذرا سا دائیں جانب جھکایا نہ ہوتا یا سیدھا ہی رکھا ہوتا یا بائیں جانب جھکایا ہوتا تو گولی میرے سر میں سے گزر جاتی۔ اور آپ یہ کہانی نہ پڑھ رہے ہوتے۔ جو صاحب میرے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر قادیان کی ہوائی زیارت کیلئے گئے تھے انہیں یہ تو سمجھ آ گئی تھی کہ کچھ ہوا ہے مگر انہیں یہ نہیں پتہ لگ رہا تھا کہ کیا ہوا ہے۔ وہ ہاتھ کے اشارے سے مجھ سے سوال کر رہے تھے کہ کیا ہوا ہے اور میں ہاتھ کے اشارے سے انہیں سمجھاتا رہا کہ ہوائی جہاز کو گولی لگی ہے مگر وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے۔ میں نے فوراً جہاز کو موڑا اور جہاز کا منہ لاہور کی جانب کی بجائے پسرور کی جانب کیا۔ یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ مجھے شک تھا کہ شاید ایک اور گولی ہوائی جہاز کے انجن کے نچلے حصہ میں لگی ہو اس لئے ہوسکتا ہے کہ چند منٹ میں انجن فیل ہوجائے۔ اس لئے بہترین فیصلہ یہی تھا کہ ہم کم ازکم ٹائم میں پاکستان کی فضائی حدود میں داخل ہو جائیں تاکہ اگر مجبوراً کریش لینڈنگ کرنی پڑ جائے تو پاکستان کی حدود میں ہو اور اس وقت سب سے نزدیک پاکستانی بارڈر پسرور کے قرب میں دریائے راوی کا تھا۔ جب دریا تک پہنچ گئے تو سانس میں سانس آیا۔ دریا کے مغربی کنارے اڑتے اڑتے والٹن ائیر پورٹ لاہور پہنچ گئے اور صحیح سلامت لینڈ کر گئے۔ جہاز سے اترنے کے بعد میں نے اپنے ساتھی مسافر کو بتایا کہ ہوائی جہاز کو گولی لگی تھی اور انہیں جہاز کی چھت میں گولی لگنے کا گول سوراخ دکھایا اور اپنے سر کے بائیں جانب کے جلے ہوئے بال بھی دکھائے۔ یہ سن کر اور دیکھ کر انہیں اتنا شاک Shock لگا کہ وہ وہیں بیہوش ہوکر ٹارمیک (Tarmac) پر گر گئے۔ چند منٹ بعد انہیں ہوش آیا۔ وہ بڑے شوق سے میرے ساتھ قادیان کی ''ہوائی زیارت'' کیلئے گئے تھے۔ اور جانے سے پہلے مجھے کہا تھا کہ مجھے ہر روز اپنے ساتھ قادیان کی فلائٹ پر لے جایا کرو۔ مگر اس واقعہ کے بعد انہوں نے میرے ساتھ جانے یا فلائی کرنے سے توبہ کرلی۔

عشق قرآن کی قابل تقلید مثالیں اور برکات

قرآن کریم کی اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

قرآن کریم کے ساتھ عشق اور محبت کی بڑی حیرت انگیز مثالیں تاریخ نے محفوظ کی ہیں۔ کاتبین وحی کے لکھ لینے کے علاوہ اکثر لوگ قرآن کی نازل ہونے والی آیات حفظ کر لیتے تھے۔ یہ عشق ہی تھا کہ حفظ کے لئے بعض صحابہ کرام آنحضرت ﷺ سے دعائیں سیکھ لیتے ایک ایسی ہی دعا کا ذکر ملتا ہے جو حضرت علیؓ کو آنحضرت ﷺ نے سکھائی۔ وہ دعا یہ ہے۔

اے اللہ جب تک تُو مجھے زندہ رکھے ہمیشہ گناہ چھوڑنے کے لئے مجھ پر خاص رحمت فرما اور میرے سے لایعنی باتوں کے بالارادہ سرزد ہونے کے بارہ میں مجھ پر رحم فرما اور مجھے ایسا حسن نظر عطا فرما جس سے تُو مجھ سے راضی ہو جائے۔ اے اللہ! جوارض وسماء کو پہلی بار خوبصورتی سے پیدا کرنے والا ہے۔ اے جلال واکرام والے اور ایسی بلند عزت والے جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔ اے اللہ! اے رحمان خدا! میں تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تُو میرے دل میں اپنی کتاب (قرآن) کو جس طرح تُو نے مجھے سکھایا ہے اب اس کے حفظ کو خوب پختہ کر دے اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جو تجھے راضی کر دے۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو بلانمونہ پیدا کرنے والے جلال واکرام اور ایسی عزت والے جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا میں تجھ سے اے اللہ! اے رحمٰن! تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تُو میری آنکھوں کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر دے اور اسے میری زبان پر رواں کر دے اور میرے دل کو اس کے لئے وسعت دے اور سینے کو اس کے ساتھ کھول دے اور اس پاک کلام کے ساتھ میرے بدن کو دھو دے۔ تیرے سوا کون ہے جو حق بات میں میری مدد کرے اور اس چیز کی توفیق تیرے سوا کوئی بھی تو عطا نہیں کر سکتا اللہ کے سوا کسی کو کوئی طاقت حاصل نہیں اور نہ ہی قوت۔ وہ اللہ جو بلند شان والا اور عظیم ہے۔

(خزینۃ الدعا مرتبہ حافظ مظفر احمد صاحب ص 88، 89)

چنانچہ حفاظ پیدا ہوتے چلے گئے اور یہ سلسلہ ساری دنیا میں جاری وساری ہے۔

ایک عورت کے عشق قرآن کی نادر مثال

ایک عورت کے عشق قرآن کا واقعہ یوں ملتا ہے کہ اس نیک خاتون نے یہ فیصلہ کر لیا کہ آئندہ جو بات کریں گی قرآنی آیات ہی پڑھیں گی اور انہیں آیات سے اپنا مطلب سمجھائیں گی کتب میں ان کی ایک بڑی دلچسپ گفتگو کا ذکر ملتا ہے۔

آٹھ سو سالہ پرانا 114 کمروں پر مشتمل قصرِ حق

اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال جلسہ سالانہ پر انگلستان جانے کی توفیق دی وہاں ایک لائبریری میں ایک کتاب دیکھی Portrait of Islam جو روبن لارنس کی ہے جس نے ساری مسلم دنیا کا سفر کیا اور معلومات حاصل کیں۔ اسی میں لیبیا (Libya) کے ایک محل کا رابن نے ذکر کیا ہے وہ لکھتا ہے۔

لیبیا میں "قصر حق" نامی ایک آٹھ سو سال پرانی قلعہ نما عمارت ہے جس میں قرآن مجید کی ہر سورت کے لئے ایک ایک کمرہ بنایا گیا ہے یعنی اس کے 114 کمرے ہیں تاکہ ہر سورت میں جو علوم ومعارف ہیں انہیں کمرہ میں محفوظ کیا جائے۔ قرآن مجید کے ساتھ عشق کی یہ بھی ایک نرالی شان ہے۔

حضرت مسیح موعود کا عشق قرآن

حضرت مسیح موعود نے ساری دنیا کو قرآن کے حق میں پیش کئے جانے والے دلائل توڑنے پر دس ہزار روپے کا چیلنج دیا (اس زمانے کے دس ہزار آج کے دس لاکھ روپے سے بھی زیادہ ہوں گے) پھر اسی عشق میں آپ نے اس کتاب اللہ کے خوب معارف کھولے اور کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کے دل میں جو قرآن کریم کا عشق تھا اس کا بے ساختہ اظہار اس طرح بھی کیا۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ الخیر کلہ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 26، 27)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا عشق قرآن

آپ کی قوت قدسی سے فیضیاب ہونے والا ایک شخص جسے خدا نے آپ کا پہلا خلیفہ بنایا وہ بھی عجیب شان کا خلیفہ تھا اس کا مطمح نظر ہی قرآن پڑھنا اور پڑھانا تھا۔ وہ عربی النسل اور حافظ قرآن تھا۔ آپ نے حقائق الفرقان جلد چہارم ص 305 پر قرآن کریم کے عشق کے چند نمونے بتائے ہیں:

"شیخ ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک صوفی تھے وہ حافظ تھے اور قرآن شریف کو دیکھ کر بڑے غور سے پڑھتے۔ ہر حرف پر انگلی رکھتے تھے اور اتنی اونچی آواز میں پڑھتے کہ دوسرا آدمی سن سکے۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ کو تو قرآن خوب آتا ہے پھر آپ کیوں اس اہتمام سے پڑھتے ہیں؟ فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ میری زبان، کان، آنکھ، ہاتھ سب خدا کی کتاب کی خدمت کریں۔

ایک حضرت شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی گزرے ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بہشت میں جائیں گے تو کیا کام کریں گے فرمایا جو ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے پاس حوریں آئیں۔ ہم نے ان سے کہا جاؤ بیبیو قرآن پڑھو۔ قرآن خدا کا کلام اور اس کی کتاب ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اپنی جو قرآن کریم کے ساتھ عشق کی حالت تھی اس کا بے ساختہ اظہار ایک بار اس طرح فرمایا۔

میرے پاس کوئی ایسا چاقو نہیں جس سے میں اپنا دل چیر کر تمہیں دکھلا سکوں کہ مجھے قرآن سے کسی قدر محبت اور پیار ہے۔ قرآن کا ایک ایک حرف کیسا عمدہ اور پیارا لگتا ہے۔ مجھے قرآن کے ذریعہ سے بڑی فرحتوں کے مقام پر پہنچایا جاتا ہے۔ دنیا میں جتنی بھی حکمتیں بنی ہوئی ہیں سب اسی حکیم کی بنائی ہیں"۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم ص 50)

حضرت مصلح موعود کی غیر معمولی خدمات

عاشق قرآن مسیح موعود کا دوسرا خلیفہ اور مصلح موعود وہ ہستی ہے جس سے قرآن مجید کا مرتبہ ظاہر ہوا۔ ساری عمر عورتوں مردوں میں درس قرآن جاری رکھا جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا طریق تھا پھر اپنے عشق کا اظہار تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کے ذریعہ کیا جن کی نظیر نہیں ملتی۔

نافلہ موعود خلیفہ ثالث

عاشق قرآن مسیح موعود کا تیسرا خلیفہ حافظ قرآن اور نافلۂ موعود تھا جو علوم و معارف حضرت مصلح موعود نے چھوڑے تھے ان سے استفادہ کرنے پر پورا زور تھا۔ آپ کا یہ عشق قرآن ہی تھا کہ فضل عمر تعلیم القرآن کلاسیں جاری کیں ایک علیحدہ نظارت قائم کی یعنی اصلاح وارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی، ساری عمر زور دیا کہ جماعت کا بچہ بچہ قرآن پڑھ جائے اور حضرت مسیح موعود کے علم کلام سے استفادہ کرے۔

عالمی سطح پر درس قرآن

عاشق قرآن مسیح موعود کے چوتھے خلیفہ کی نرالی شان تھی اس کے دور خلافت میں ایم ٹی اے کی سہولت اللہ تعالیٰ نے فراہم کر دی اور یہ عاشق قرآن عالمی سطح پر ساری دنیا کو قرآن کریم کا فیض پہنچاتا رہا اور اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف اور تشریحی نوٹس لکھ کر اپنے عشق قرآن پر مہر ثبت کر دی اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ عاشق قرآن کا پانچواں خلیفہ انہیں نوروں کو آگے بڑھا رہا ہے۔

غیر معمولی اور دائمی برکات

قرآن کریم کے ساتھ عشق اور محبت اور قرآن کریم کی خدمت کی جو برکات ہیں اس کا کوئی حد و حساب ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت ہی اس لئے ہوئی ہے کہ قرآن کریم کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کی عظمتیں بیان ہوں جن پر یہ عظیم کلام نازل ہوا چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حب الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے اور ان کی در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی وجسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ ہر میدان میں ان کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے"۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 ص 79 حاشیہ)

مرسلہ: نظارت امور عامہ

حالیہ سیلاب میں متاثر احمدی احباب کے نقصان اوران کی امداد کی مختصر رپورٹ

احباب مد ''انسانی ہمدردی'' میں دل کھول کر حصہ لیں

پاکستان میں ہونے والی حالیہ شدید بارشوں کی وجہ سے پورا ملک سیلاب کی لپیٹ میں ہے جس کی وجہ سے خیبر پختونخواہ کے متعدد اضلاع سمیت پنجاب کے اکثر اضلاع بھی بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ انہی میں سے ڈیرہ غازیخان، راجن پور اور مظفر گڑھ کے اضلاع بھی ہیں۔ خیبر پختونخواہ اور پنجاب کے ان تینوں اضلاع میں سیلاب سے ایسی بستیاں بھی متاثر ہوئی ہیں جن میں افرادِ جماعت کی کثیر تعداد آباد تھی ان تمام مقامات کا جائزہ مرکز سے وفد بھجوا کر بھی لیا گیا اور متاثرہ افراد کو حوصلہ دلایا گیا اور امدادی حوالے سے کارروائی کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ پاکستان میں آنیوالا حالیہ سیلاب ملکی تاریخ کا بدترین سیلاب ہے۔ جس کا اکثر لوگوں کو اندازہ نہ ہونے کی وجہ سے نقصان اُٹھانا پڑا۔

اس سیلاب میں نوشہرہ، ڈیرہ غازیخان، مظفر گڑھ اور راجن پور کے اضلاع میں احمدی احباب کے ہونے والے نقصان اور جماعت کی طرف سے ان کی ہونے والی مدد کی مختصر رپورٹ دعا کی غرض سے احباب جماعت کی خدمت میں پیش ہے۔

خیبر پختون خواہ

پشاور میں حالیہ بارشوں سے چارسدہ اور نوشہرہ میں زیادہ تباہی ہوئی ہے۔ مسلسل بارشوں اور سیلابی ریلوں اور دریائے کابل نے مل کر اس ضلع کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ اس سیلاب میں نوشہرہ کے 4 شہری اور دو دیہاتی گھرانے متاثر ہوئے ہیں۔

1۔نوشہرہ:۔

نوشہرہ اور اس کے گردونواح میں مورخہ 26/27 جولائی کی رات سے تیز بارشوں کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ تقریباً 36 گھنٹے تک مسلسل جاری رہا اور 28/جولائی کو صبح 9 بجے نوشہرہ شہر میں بارش کے بعد پانی کی سطح بلند ہونا شروع ہوئی تو عوام کے خیال میں شاید بارش کا پانی بڑھ رہا تھا مگر دیکھتے ہی دیکھتے جب اس کی سطح بلند ہونا شروع ہوئی تو ہر طرف افراتفری پھیل گئی اور لوگ اپنا سامان گھروں میں چھوڑ کر جانیں بچانے کے لئے محفوظ مقامات تلاش کرنے لگے۔ دراصل یہ پانی دریائے کابل کا تھا جو کہ نوشہرہ کلاں اور نوشہرہ سٹی کے درمیان سے گزرتا ہے وارسک ڈیم (مہمند ایجنسی) سے آنے والا یہ دریا ڈیم سے یکدم پانی چھوڑے جانے کی وجہ سے خطرناک ہو گیا تھا۔

نوشہرہ شہر اور کلاں کی صورتحال انتہائی بدتر ہو چکی ہے پوری چھاؤنی ختم ہو گئی ہے۔ 15/16 فٹ بلند پانی کی لہروں نے گھروں میں صرف کیچڑ اور گند چھوڑا ہے اور پوری آبادی کے گھروں کا قیمتی سامان مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ جی ٹی روڈ کافی بلند ہونے کے باوجود بھی اس کے اوپر سے تقریباً 8 فٹ پانی گزرا تھا۔ بجلی 10 دن کے بعد بحال ہوئی تھی۔ شہر کے تمام PTCL اور موبائل نمبرز بند ہو گئے تھے۔ دکانوں کے اندر قیمتی سامان، ہسپتال، بینک، ڈاکخانے، سکول و کالج گارے سے بھر گئے ہیں۔ سیوریج سسٹم ختم ہو چکا ہے اور کیچڑ سے تمام پائپ اور گٹر وغیرہ بند ہو گئے ہیں۔ جی ٹی روڈ اور موٹروے کے اوپر میلوں تک لوگ خیمہ جات لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور امداد کے منتظر ہیں۔ اُن کے پاس نہ تو کھانے کا سامان ہے اور نہ ہی پہننے کے لئے کپڑے وغیرہ ہیں۔ نوشہرہ سٹی، صدر اور کینٹ کا ایریا زیادہ متاثر علاقہ جات میں شامل ہے۔

نوشہرہ شہر کے چاروں متاثرہ گھرانے ASC کالونی میں دو احمدی گھرانوں میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان متاثرہ افراد کے گھروں میں تقریباً 12 فٹ تک پانی آیا جس نے ہر چیز تباہ کر کے رکھ دی ہے تمام قیمتی سامان ضائع ہو چکا ہے۔ ہر گھرانے کا کم از کم 3/4 لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے۔

ان متاثرہ گھرانوں میں سے ایک گھر مکرم سفیر السلام صاحب کا ہے، یہ رات کے وقت نہایت خطرناک صورتحال میں پھنس گئے تھے۔ انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے گھر میں سیلابی پانی آجانے کی وجہ سے نہایت پریشانی کے عالم میں ساری رات چھت پر گذاری، اس دوران ان سے مسلسل رابطہ رہا اور اگلے روز صبح انہیں وہاں سے نکالا گیا۔

احمدیہ بیت الذکر نوشہرہ کے ہال میں دریاں، صوفہ جات، فریزر، تین عدد ٹی وی وغیرہ موجود تھے جو کہ تمام مٹی کے گارے سے تباہ ہو چکے ہیں۔ دیواروں پر 8/10 فٹ اونچے پانی کے نشانات ہیں۔ کتابیں، دفاتر وغیرہ سب کچھ تباہ ہو چکا ہے۔ ملحقہ مربی ہاؤس سے کچھ قیمتی سامان نکلوا کر بالائی منزل پر رکھ دیا تھا جس کی وجہ سے وہاں کچھ بچت ہو گئی تھی۔

اس تمام صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے مرکز سے ایک وفد بھجوایا گیا تھا جس نے بعد ازاں مکرم امیر صاحب ضلع سے اس صورتحال کے حوالے سے میٹنگ کی۔ جس میں نہایت تفصیل کے ساتھ باری باری تمام نقصانات کا اندازہ لگایا گیا۔ اس سلسلہ میں نوشہرہ کے ان گھروں کو جو زیادہ متاثر ہوئے ہیں مرکز کی طرف سے ایک معقول رقم دی گئی ہے۔ اسی طرح متاثرہ خاندانوں کے لئے ضلع کی جانب سے کچھ امدادی رقوم بھی دی گئی تھیں نیز مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ راولپنڈی نے متاثرہ گھرانوں میں راشن پیک بھی تقسیم کروائے۔ علاوہ ازیں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے ایک میڈیکل کیمپ بھی ان متاثرین کی مدد کے لیے لگایا گیا۔

2۔اکوڑہ خٹک:۔

اکوڑہ خٹک میں ایک احمدی افغان فیملی بھی متاثر ہوئی جن کو ان کی ضرورت کے مطابق راشن اور نقدی وغیرہ فراہم کی گئی۔

ضلع ڈیرہ غازیخان

مورخہ 30 اور 31/جولائی کو ڈیرہ غازیخان میں پانی آنا شروع ہوا اور پانی کی آمد دیکھ کر امارت ضلع اور دیگر ممبران نے ممکنہ طور پر متاثر ہونے والی بستیوں کا جائزہ لیا اور افراد جماعت کو وہاں سے شفٹ کرنے کا پلان تیار کر لیا اور یکم اگست کو ان تمام افراد کو وہاں سے شفٹ کر دیا۔ ضلع ڈیرہ غازیخان میں سیلاب سے متاثر ہونے والی احمدی احباب پر مشتمل بستیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔رکھ مور جنگی

یہاں پر زیادہ تر سردار قبیلہ رہائش پذیر ہے شروع میں ان کا خیال تھا کہ پانی کم ہو گا مگر زیادہ پانی آجانے کے بعد یہ لوگ خود تو نکل گئے مگر گھر کا تمام قیمتی سامان ضائع ہو گیا۔ یہاں پر تقریباً 23 احمدی احباب جماعت آباد تھے جو سب تونسہ شریف اور ڈی جی خان شہر میں شفٹ ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ وہاں پانی اب تک کافی گہرا کھڑا ہے۔

2۔بستی رنداں

یہاں تقریباً 137 احمدی فیملیاں رہائش پذیر تھیں یہ گاؤں مکمل طور پر ختم ہو گیا ہے اور وہاں پر صرف مربی ہاؤس، احمدیہ بیت الذکر اور سکول کی پختہ عمارتیں قائم ہیں باقی تمام گھر سیلابی پانی کی نظر ہو گئے ہیں۔ الحمدللہ کہ ان تمام فیملیز کو وہاں سے محفوظ مقامات پر بروقت شفٹ کر دیا گیا اور وہاں کسی قسم کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ مربی ہاؤس، بیت الذکر اور سکول میں شفٹ کیے گئے کچھ سامان کی حفاظت کے لیے خدام کی وہاں پر ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ ان خدام کو کشتی کے ذریعے خوراک وغیرہ مہیا کی جارہی ہے۔

3۔بستی سہرانی

یہاں تقریباً 28 احمدی فیملیاں آباد تھیں۔ یہ گاؤں بھی کافی حد تک ختم ہو چکا ہے اور یہاں پر صرف بیت الذکر اور مربی ہاؤس کی پختہ عمارتیں قائم ہیں جہاں احباب جماعت کا سامان شفٹ کر کے رکھا گیا ہے۔ یہاں سے بھی تمام گھرانوں کو بروقت شفٹ کر لیا گیا تھا اور کسی قسم کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ ان میں سے اکثر فیملیز کے ڈی جی خان شہر اور ربوہ وغیرہ میں مکان یا رشتہ دار ہیں۔ یہاں پر بھی مربی ہاؤس اور بیت الذکر اور ان میں شفٹ شدہ سامان کی حفاظت کے لیے خدام کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ جن کو وہاں خوراک وغیرہ مہیا کی جارہی ہے۔ نیز یہاں سے شفٹ ہونے والے افراد کے لیے امدادی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

4۔بستی احمد پور

یہاں پر احمدیوں کے کل 12 گھرانے ہیں جن میں سے دو گھرانے متاثر ہوئے ہیں اور وہ وہاں سے قبل از وقت شفٹ کر گئے تھے۔ اس علاقہ میں اب بھی پانی موجود ہے۔

5۔مسرور آباد

غازی گھاٹ کے قریب ایک جماعت مسرور آباد (ملانہ) جو کہ دریا کے کنارے آباد تھی۔ پانی آجانے کی وجہ سے ان کے بعض افراد گاؤں چاہ اسماعیل والا میں چلے گئے تھے۔ مورخہ 5/اگست بروز جمعرات شام کو چاہ اسماعیل والا میں بھی پولیس گاؤں خالی کروانے کے لئے پہنچ گئی۔ جہاں بلوچستان کے کوہ سلیمان پہاڑی سلسلہ سے پانی آنے کا خطرہ تھا۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ واپس آگئے اور اپنے گاؤں بیٹ ملانہ کے قریب ایک بند پر کھلے آسمان تلے بیٹھ گئے یہ کل 70 افراد تھے۔ ان کے بارہ میں مؤرخہ 5/اگست کی رات کو مرکز میں اطلاع موصول ہوئی۔ چنانچہ رات کو ہی اس سلسلہ میں تمام ضروری سامان کا بندوبست کیا گیا جس میں ان افراد کے لئے خیمہ جات کا انتظام کیا گیا اور رات کو ہی بازار سے آٹا، چاول، چینی اور گھی وغیرہ حاصل کر لیا گیا۔ اگلی صبح ایک خادم کے ہمراہ یہ خیمہ جات اور خشک راشن بھجوا دیا گیا جو اسی دن شام 5 بجے پہنچ گیا اور خیمہ جات لگا دیئے گئے۔ راشن مکرم صدر صاحب جماعت کے حوالہ کر دیا گیا نیز 45 افراد کو خارش اور ملیریا کی ہومیوپیتھی ادویات بھی دی گئیں۔ علاوہ ازیں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے مؤرخہ 7/اگست کو 200 راشن پیک ڈیرہ غازیخان بھجوائے گئے۔ اسی طرح مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے ایک میڈیکل کیمپ بھی ان علاقہ جات میں لگایا گیا جس نے 8 روز وہاں رہ کر مختلف جگہوں پر کیمپ لگا کر مریضوں کا علاج کیا۔ ان بستیوں میں سے کچھ متاثرہ افراد فی الوقت اپنے عزیز و اقارب کے پاس ربوہ میں بھی آ گئے ہیں ایسے تمام افراد کو دارالضیافت

سے کھانا مہیا کیا جا رہا ہے اور جو افراد وہیں پر رہائش پذیر ہیں اُن کے کھانے اور راشن کا انتظام بھی امارت ضلع کے ذریعہ مرکز سے کیا جا رہا ہے۔

6۔چاہ اسماعیل والا

یہ بستی ڈی جی خان شہر سے قریباً 8 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں کوہ سلیمان سے آنے والے سیلابی ریلے نے تباہی مچا دی۔ یہاں تقریباً 20 کے قریب فیملیز متاثر ہوئی ہیں جن میں سے کچھ مربی ہاؤس اور بیت الذکر میں رہائش پذیر ہیں۔اب بھی اس بستی میں پانی موجود ہے ۔ یہاں خشک راشن اور خیمہ جات کی فراہمی کر دی گئی ہے۔

ضلع راجن پور

راجن پور کے مغرب میں کوہ سلیمان کا وسیع تر پہاڑی سلسلہ ہے جس کا کچھ حصہ ضلع راجن پور میں اور کچھ حصہ بلوچستان میں شامل ہے۔اس پہاڑی سلسلہ سے آنے والے پانی نے بھی اس ضلع کو شدید نقصان پہنچایا۔

1:- بستی اللہ داد خان دریشک

اس بستی سے کوہ سلیمان کی طرف سے آنیوالا پانی گزرتا ہے۔ دو سال قبل بھی اس پانی نے اس بستی کو نقصان پہنچایا تھا جس کی وجہ سے یہاں پر جائزہ لے کر تمام گھرانوں کے لئے کُل 32 رہائشی کمرے جماعتی طور پر بنا کر دیئے گئے تھے، علاوہ ازیں سکول اور بیت الذکر کی عمارتیں بھی مضبوط کی گئی تھیں اور ان کی بنیادیں اونچی رکھی گئی تھیں تا کہ آئندہ کسی وقت اگر ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو یہ گھرانے محفوظ رہیں۔ یہ ساری بستی احمدی گھرانوں پر مشتمل ہے۔اس بستی کا کل رقبہ 12 ایکڑ ہے اور یہاں پر رہائش پذیر افراد کی تعداد تقریباً 175 ہے۔

بلوچستان میں ہونے والی حالیہ شدید بارشوں کی وجہ سے یہ علاقہ بھی سیلاب کی زد میں آ گیا ہے اور مؤرخہ یکم اگست کی شام کو یہاں پر اتنا پانی آیا کہ اُس نے بستی کو چاروں طرف سے لپیٹ میں لے لیا اور یہ بستی اس وقت جزیرہ نما بن گئی۔ اس بستی کے تین مکانوں کی بیرونی دیواریں کچی ہونے کی وجہ سے گر گئی ہیں تاہم بستی کے اندر پانی نہیں آیا تھا۔لیکن بعد میں دوبارہ بلوچستان میں ہونے والی بارشوں کی وجہ سے اس بستی میں بھی پانی آ گیا۔مؤرخہ 7/اگست بروز ہفتہ کو بستی اللہ داد خان دریشک کو کوہ سلیمان سے آنے والے ایک بڑے سیلابی ریلے نے HIT کیا اور پانی بستی کے اندر داخل ہو گیا فوری طور پر بچوں اور خواتین کو نکالنے کیلئے کشتی کا انتظام کیا گیا اور 12 بجے تک تمام خواتین، بچے اور جانور بحفاظت نکال لئے گئے۔ الحمدللہ

ان تمام افراد کو راجن پور شہر میں ایک احمدی دوست کے گھر سے ملحقہ سکول میں ٹھہرا دیا گیا ہے جہاں ان کے کھانے کا انتظام کر دیا گیا ہے اور جانوروں کو چارہ وغیرہ بھی دیا جا رہا ہے۔ مرد حضرات بستی میں اپنے سامان کے قریب ہی ہیں سامان اونچی جگہوں پر رکھ دیا گیا ہے۔ بارشوں کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور آئندہ چند روز تک پانی کی صورتحال مزید خطرناک ہو سکتی ہے۔

2:بستی عزیز آباد

یہ بستی راجن پور سے قریباً 50 کلومیٹر کے فاصلہ پر تحصیل جام پور میں ہے۔ یہاں کے افراد خدا تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے۔اردگرد سیلابی ریلے نے کافی تباہی مچائی مگر یہ بستی اونچی جگہ پر ہونے کی وجہ سے بچی رہی۔

3:بستی لاشاری

یہ بستی دریائے سندھ کے کنارے فاضل پور کے قریب واقع ہے ۔انہوں نے اپنا سامان اور جانور وغیرہ بروقت نکال لئے تھے اور قریبی حفاظتی بند پر شفٹ ہو گئے تھے۔ان کو خیمہ جات، خشک راشن اور پکا ہوا کھانا فراہم کیا گیا نیز یہاں ایک نلکا بھی لگوایا گیا ہے۔کیونکہ انہیں پینے کے پانی کا بہت بڑا مسئلہ تھا۔ یہاں 3 احمدی فیملیز تھیں۔

4:بستی بابا برکت خان

یہ بستی بھی فاضل پور کے قریب دریائے سندھ کے ساتھ واقع ہے اس میں صرف ایک فیملی رہائش پذیر ہے جو تمام مکرم بابا برکت خان ہمدانی صاحب کی اولاد ہے ، یہاں پر موجود تمام احمدی احباب محفوظ ہیں۔ یہ بستی اب بھی پانی میں چاروں طرف سے گھری ہوئی ہے ،انہیں بھی خشک راشن ، خیمہ جات اور نقدی وغیرہ بھجوا دی گئی ہے۔

ضلع مظفر گڑھ

مؤرخہ 2/اگست کو دریائے سندھ میں ڈیرہ غازی خان کے قریب پانی کی سطح 10 لاکھ کیوسک سے تجاوز کر گئی جس کی وجہ سے اس ضلع کے بہت سے گاؤں زیر آب آ گئے۔

1۔بیٹ حسین آباد۔2۔بیٹ مسرور نگر 3۔بیٹ ناصر آباد۔ 4۔بیٹ دریائی۔ 5۔کوٹ ادو 6۔604/TDA171/ML

ضلع مظفر گڑھ میں دریائے سندھ کے کنارے آباد جماعتیں بیٹ حسین آباد، بیٹ مسرور نگر ، بیٹ ناصر آباد، بیٹ دریائی پانی کی لپیٹ میں آ گئیں۔اس کے دو دن بعد نہر میں شگاف پڑنے سے مزید دو جماعتیں 604/TDA 171/ML-اور کوٹ ادو شہر بھی زیر آب آ گئے ہیں۔ چنانچہ بیٹ کے علاقہ میں واقع تمام جماعتوں کو علاقہ خالی کرنے کا پیغام بھجوایا گیا مگر گزشتہ سیلابوں میں پانی یہاں کم مقدار میں آتا تھا لہٰذا بعض گھرانوں نے آنے سے انکار کر دیا جبکہ ایک بڑی تعداد نقل مکانی کر کے قریبی قصبہ شاہ جمال آ گئی اور بعض اپنے عزیزوں کے ہاں چلے گئے۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ رات کو خطرناک صورتحال میں گِھر گئے مگر رات گئے تک انہیں نکالنے کا سامان نہ ہو سکا البتہ صبح انہیں وہاں سے انتظام کر کے نکال لیا گیا۔نقل مکانی کرنے والی جماعتوں میں سے مسرور نگر اور حسین آباد کے تو مکانات گر چکے ہیں جبکہ باقی جماعتوں کی پانی اترنے کے بعد صورتحال واضح ہو گی۔ ان تمام متاثرہ احبابِ جماعت کو شاہ جمال میں ایک احمدی دوست کے گھر میں انتظام کر کے رہائش فراہم کی گئی۔ جبکہ کچھ افراد مظفر گڑھ شہر میں آ گئے تھے۔لیکن جب مظفر گڑھ شہر میں پانی آنے کی افواہ پھیلی تو ان کو چک نمبر 633 میں بھجوا دیا گیا اور بعض خاندان قریبی جماعتوں میں اپنے عزیزوں اور واقف کاروں کے گھروں میں رہائش پذیر ہیں۔ان میں سے بعض خاندان ربوہ آ گئے ہیں جن کی کل تعداد 120 افراد ہے جن میں سے 40 کے قریب افراد دارالضیافت میں ٹھہرے ہیں جبکہ باقی ربوہ میں موجود اپنے عزیزوں کے گھروں میں ہیں۔ جن کو کھانا دارالضیافت سے فراہم کیا جا رہا ہے ۔ دیگر تقریبا 400 افراد جن کا ضلع مظفر گڑھ میں ہی دوسری جگہوں پر قیام کا بندوبست کیا گیا ہے ان کو قبل ازیں تو کھانا تیار کروا کر بھجوایا جا رہا تھا لیکن اب ان کے لیے برتنوں وغیرہ کا انتظام کر کے ان کو خشک راشن کی فراہمی جاری ہے اور اب یہ اپنے کھانا پکانے کا انتظام خود کر رہے ہیں۔علاوہ ازیں ان کے جانوروں کے لیے چارہ بھی فراہم کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے بھی ان کی راشن اور نقد رقوم کے ذریعہ امداد کی گئی ہیں۔اس کے علاوہ متاثرہ مقامی جماعتوں میں بعض افراد حفاظت کے نکتہ نگاہ سے ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں ان کو بھی کھانا وغیرہ دیا جا رہا ہے۔

ضلع لیہ

حالیہ سیلاب میں ضلع لیہ کا 35 فیصد علاقہ بھی زیر آب آیا تھا۔تاہم یہاں پر بارشوں کی وجہ سے دو احمدی گھرانوں کے رہائشی مکانات گر گئے ۔نیز کچہ کروڑ لعل عیسن کے سیلابی علاقہ سے ایک احمدی گھرانے کو شفٹ کر کے 93 ٹی ڈی اے میں منتقل کر دیا گیا ہے۔مقامی طور پر ان احباب کی امداد کے علاوہ مرکزی سطح پر بھی جائزہ لیا جا رہا ہے۔

ضلع جیکب آباد

سیلاب کا یہ پانی اب پنجاب سے نکل کر سندھ میں داخل ہو چکا ہے اور وہاں پر جیکب آباد کا علاقہ اس سے شدید متاثر ہوا ہے۔ گو اس وقت پانی شہر میں داخل نہیں ہوا لیکن گورنمنٹ کی ہدایت پر خطرہ کے باعث بعض علاقے خالی کروا لئے گئے ہیں۔جیکب آباد شہر میں کل چھ احمدی گھرانے آباد ہیں جو کہ بروقت شفٹ ہو کر کراچی اپنے عزیز و اقارب کے ہاں چلے گئے ہیں جبکہ سامان کی حفاظت کے لیے چند احباب وہاں پر موجود ہیں۔علاوہ ازیں جیکب آباد کے قریب ایک گاؤں اوستہ محمد جو کہ بلوچستان کے علاقہ میں شمار ہوتا ہے وہاں پر تین نومبائع فیملیز آباد ہیں اور اگر دریائے سندھ کے مزید بند توڑے گئے تو یہ گاؤں بھی سیلاب کی لپیٹ میں آ سکتا ہے اس لیے ان تینوں فیملیز کو بھی وہاں سے شفٹ ہونا پڑا۔ان میں سے ایک فیملی کوئٹہ میں شفٹ ہو گئی جبکہ باقی دو فیملیاں قریبی کسی گاؤں میں شفٹ ہو گئی ہیں۔

ضلع ڈیرہ غازیخان، مظفر گڑھ اور راجن پور کے سیلابی علاقوں کا جائزہ لینے مرکز سے مختلف تاریخوں میں دو وفود بھجوائے گئے۔اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے مظفر گڑھ، راجن پور اور ڈیرہ غازیخان کا جائزہ لینے کے لیے ایک وفد گیا۔علاوہ ازیں مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے میڈیکل کیمپ کے لیے ایمبولینس بمع ڈاکٹرز ان علاقہ جات میں بھجوائی گئی۔اور تقریباً تمام افراد کے لیے راشن پیکٹس اور خیمہ جات بھی ان اضلاع میں بھجوائے گئے۔

ضلع نوشہرو فیروز سندھ

حالیہ سیلاب نے ضلع نوشہرو فیروز کی بستیوں کو بھی نقصان پہنچایا ہے اس ضلع میں دیگر بستیوں کے علاوہ دو بستیاں ایسی ہیں جہاں احمدی بھی اس سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں ۔ان بستیوں میں گوٹھ جو بھان اور گوٹھ غلام محمد سیتہ شامل ہیں۔

1- گوٹھ ماہی جو بھان

اس گوٹھ میں بھی سیلاب اور بارشوں کے پانی نے کافی تباہی مچائی ہے۔اس گوٹھ میں 12 احمدی فیملیز رہائش پذیر ہیں جن کے کل 80 افراد ہیں۔ان احباب کی سیلاب سے قریباً 18 ایکڑ اراضی پر فصل تباہ ہو گئی ہے۔ 3 دکانیں گر گئی ہیں اور ان کے گھروں کے نقصان کا بھی اندیشہ ہے۔ان احباب کی راشن کے ذریعہ امداد کی جا رہی ہے۔

2- گوٹھ غلام محمد سیتہ

اس گوٹھ میں بھی بارش اور سیلاب سے کافی نقصان ہوا ہے ۔ یہاں پر 3 احمدی فیملیز جن کے کل 25 افراد ہیں رہائش پذیر تھے۔ یہ افراد پانی آنے سے قبل ہی یہ علاقہ چھوڑ کر اپنے عزیز رشتہ داروں کی طرف چلے گئے تھے ۔ان کی بھی فصلوں کا کافی نقصان ہوا ہے۔اسی طرح گھروں کے نقصان کا اندازہ پانی اترنے کے بعد لگایا جا سکے گا۔ان احباب کی بھی راشن کے ذریعہ امداد کی جا رہی ہے۔

پاکستان میں آنے والے حالیہ سیلاب کی وجہ سے تقریباً 500 سے زائد احمدی گھرانے متاثر ہوئے ہیں۔الحمدللہ کہ کسی بھی احمدی کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ان تمام متاثرہ گھرانوں کو ابتدائی طور پر محفوظ مقامات پر شفٹ کرنے اور راشن پہنچانے کے حوالے سے امداد کی جا رہی ہے جہاں راشن کی ضرورت ہے وہاں راشن کے ذریعہ اور جہاں رقوم کی ضرورت ہے وہاں رقوم کے ذریعہ کی جا رہی ہے۔ یہ امداد ہفتہ وار کی جا رہی ہے اور ہر ہفتہ مقررہ مقدار میں راشن، رقوم اور جانوروں کے لیے چارہ وغیرہ کا انتظام کیا جا رہا

مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب

پیشگوئی دربارہ محمدی بیگم صاحبہ کا ایمان افروز تذکرہ

محترم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب کی اولاد میں شادیاں

ایک طویل عرصہ تک مخالفین نے خوب شور مچائے رکھا کہ بانی سلسلہ احمدیہ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کی ایک مشہور زمانہ پیشگوئی دربارہ محمدی بیگم صاحبہ پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ اپنی جزئیات کے لحاظ سے پوری ہونے والی یہ پیشگوئی ایک حیرت انگیز اور ایمان افروز نشان تھا اور نشان ہے جو اپنے مسلسل ظہور سے ہمیشہ دمکتا رہے گا۔

تعارف محترمہ محمدی بیگم صاحبہ

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ حضرت مسیح موعود کے حقیقی چچا مرزا غلام محی الدین صاحب کی نواسی تھیں۔ ان کی ولادت 1871ء میں ہوئی۔ خاندان حضرت مسیح موعود میں ان کا ذکر عموماً ماسی محمدی بیگم صاحبہ کے نام سے ہوتا ہے۔ والدہ کا نام عمر النساء تھا جن کی شادی مرزا احمد بیگ صاحب ہوشیار پوری کے ساتھ ہوئی تھی۔ وہ ہوشیار پوری اس لئے کہلاتے تھے کہ ان کے والد مرزا گاماں بیگ صاحب پٹی ضلع قصور سے نقل مکانی کر کے ایمہ ضلع ہوشیار پور میں آباد ہو گئے تھے۔

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کا نکاح ان کے والد نے اپنے ایک عزیز جناب مرزا سلطان محمد بیگ صاحب کے ساتھ 7/اپریل 1892ء کو کر دیا تھا۔ خدا نے آپ کو پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں اولاد دی۔ محترم مرزا سلطان محمد صاحب 1949ء میں اور محترمہ محمدی بیگم صاحبہ نے بعمر 95 سال 1966ء میں وفات پائی۔ دونوں لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں آسودۂ خاک ہیں۔

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے سیّدنا حضرت مسیح موعود کے ساتھ حسب ذیل رشتے تھے:۔

1......محمدی بیگم صاحبہ حضور کی چچازاد بہن کی بیٹی یعنی رشتہ میں آپ کی بھانجی تھیں۔

2......محمدی بیگم صاحبہ کی خالہ حرمت بی بی صاحبہ حضور کے برادرِ اکبر حضرت مرزا غلام قادر صاحب کی اہلیہ اور خاندان میں ''تائی'' کے لقب سے زیادہ مشہور تھیں۔

3......محمدی بیگم صاحبہ کے تایا مرزا غلام غوث صاحب حضور کے بہنوئی تھے۔

4......محمدی بیگم صاحبہ کی ماموں زاد محترمہ خورشید بیگم صاحبہ حضور کی بہو اور آپ کے فرزند اکبر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔

5......محمدی بیگم صاحبہ کی پھوپھی امام بی بی حضور کے چچازاد مرزا غلام حسین صاحب کی اہلیہ تھیں۔

6......محمدی بیگم صاحبہ کی دوسری پھوپھی حرمت بی بی حضور کے برادر نسبتی مرزا علی شیر کی اہلیہ تھیں۔

7......محمدی بیگم صاحبہ کی پھوپھی زاد عزت بی بی حضور کی بہو اور آپ کے فرزند مرزا فضل احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔

پیشگوئی کی بنیاد

تمام مخالفین و ناقدین خوب جانتے ہیں کہ پیشگوئی دربارہ محمدی بیگم صاحبہ کے اصل موجب و مخاطب ان کے والد مرزا احمد بیگ تھے جن کو ایک دنیاوی ضرورت حضور کے پاس کھینچ لائی۔ اس ضرورت کے سلسلہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ان کی بیٹی محمدی بیگم صاحبہ کا رشتہ مانگنے کی ہدایت جاری فرمائی۔ اس سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں:۔

''ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدّت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔ پس یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبۂ قدرت دکھلاوے۔ اگر وہ قبول کر لیں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کر دیوے جو نزدیک چلی آتی ہیں لیکن اگر وہ ردّ کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے''۔ (اشتہار 15 جولائی 1888ء)

جس خط میں حضور نے حصول رشتہ کی تحریک فرمائی تھی اس کے متعلق تحریر فرمایا کہ:

''وہ خط محض ربّانی اشارہ سے لکھا گیا تھا''۔

(اشتہارات جلد اول ص 135)

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے اصل موجب و مخاطب پیشگوئی کے مرزا احمد بیگ تھے۔ ان کے متعلق ایک الہام آئینہ کمالات اسلام ص 573 پر یوں درج ہے کہ اگر آپ یہ رشتہ نہیں دیتے اور کہیں اور کر دیں تو نکاح کے بعد تین سال کے اندر ہلاکت کو پہنچو گے۔ اسی طرح جس سے نکاح کر دو گے وہ اڑھائی سال کے اندر فوت ہو جائے گا اور یُوں محمدی بیگم صاحبہ بیوہ ہو کر میرے عقد میں آئیں گی۔ الہام اس طرح ہے:۔

''آخِرُ الْمَصَائِبِ مَوْتُكَ تَمُوْتُ اِلٰی ثَلَاثِ سِنِیْنَ بَلْ مَوْتُكَ قَرِیْبٌ''

یعنی تمام مصیبتوں کا انجام تیری موت پر منتج ہوگا اور تیری موت تین سال کے اندر واقع ہوگی بلکہ تیری موت قریب ہے!

اس وعیدی انتباہ میں واضح اشارہ تھا کہ جو خدا خوفی سے توبہ کرے وہ بچ کر مثبت رنگ میں اللہ کی رحمت و برکت کا وارث ہوگا۔

چنانچہ بیٹی کا نکاح دوسری جگہ کر دینے کے صرف 176 دن بعد 30 ستمبر 1892ء کو مرزا احمد بیگ انتقال کر کے پیشگوئی کے پورا ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کر گئے۔ جب کہ دیگر عزیز و اقارب سنّتِ الٰہی سے فائدہ اٹھا کر تائب ہوئے اور احمدیت کی آغوش میں خدا کے فضل سے سکھی ہیں۔

پیشگوئی کے اثرات و نتائج

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے بڑے فرزند محترم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب نے بہت واضح الفاظ میں اظہار و اعلان کیا کہ:۔

''اس پیشگوئی کے مطابق میرے نانا جان مرزا احمد بیگ صاحب ہلاک ہو گئے اور باقی خاندان ڈر کر اصلاح کی طرف متوجہ ہو گیا جس کا ناقابلِ تردید ثبوت یہ ہے کہ اکثر نے احمدیت قبول کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غفور و رحیم کے ماتحت قہر کو رحم میں بدل دیا''۔ (الفضل 26 فروری 1923ء صفحہ 9)

محترم جناب مرزا سلطان محمد بیگ صاحب نے ہمیشہ سیدنا حضرت مسیح موعود کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کیا بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب جیسے بڑے بڑے مخالفِ احمدیت لیڈروں کی طرف سے لاکھوں روپے کے لالچ اور دھمکیوں کو ہمیشہ پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ آپ حضرت مسیح موعود کے متعلق کہا کرتے تھے کہ:۔

''جو عقیدت مجھ کو اُن سے ہے وہ آپ میں سے کئی احمدیوں کو بھی نہیں ہے''۔

آپ کے فرزند اکبر مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب نے ایک دفعہ بیان کیا کہ ہمارے والدین محترمہ محمدی بیگم صاحبہ اور محترم مرزا سلطان محمد بیگ صاحب حضرت مسیح موعود کا ہمیشہ نہایت پاک ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ پر جب بعض خوابوں کے ذریعہ احمدیت کی سچائی روشن ہو گئی تو والدین کی باقاعدہ اجازت سے قادیان جا کر بیعت کی بلکہ اجازت کے ساتھ والد صاحب نے تاکید کرتے ہوئے کہا کہ بیعت کے بعد ''کوئی لغزش نہیں آنی چاہئے۔'' اور جب بیعت کر کے آئے تو دونوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

ایک دفعہ ایک احمدی عزیز انکم ٹیکس آفیسر محترم مرزا احمد بیگ صاحب آپ کے گھر آئے تو محترمہ سے کہا کہ ''بہن جی تُسیں احمدی ہو جاؤ!'' اس پر محترمہ محمدی بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ ''احمد بیگ توں اکلا احمدی نہیں۔ میں وی احمدی آں۔ میں وی احمدی آں۔ میں وی احمدی آں''۔ اور یہ ''ایمانی کیفیت'' کوئی نئی بات نہیں تھی۔ دونوں میاں بیوی کی طرف سے کبھی کوئی مخالفانہ حرکت نہیں ہوئی۔ جنگ عظیم اوّل میں جناب مرزا سلطان محمد بیگ صاحب سرکاری ڈیوٹی پر فرانس میں تعینات تھے اُن دنوں کی ایک روایت محترمہ محمدی بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:۔

''فرانس میں ان کو (مرزا سلطان محمد صاحب کو) گولی لگنے کی اطلاع مجھے ملی تو میں سخت پریشان ہوئی اور میرا دل گھبرا گیا۔ اسی تشویش میں مجھے رات کے وقت مرزا صاحب رویا میں نظر آئے۔ ہاتھ میں دودھ کا پیالہ ہے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ لے محمدی بیگم یہ دودھ پی لے اور تیرے سر کی چادر سلامت ہے تو فکر نہ کر۔ اس سے مجھے اپنے خاوند کی خیریت کے متعلق اطمینان ہو گیا''۔

ایک دفعہ محترم مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کے والدین نے بہت اچھے اور مثبت خیالات رکھنے کے باوجود بیعت کیوں نہیں کی؟ اس پر انہوں نے بتایا کہ میں نے خود والدِ محترم سے پوچھا تھا کہ آپ قادیان بھی گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملے بھی تو اتنے اچھے خیالات رکھنے کے باوجود بیعت کیوں نہیں کی؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم قادیان گئے۔ میرا اور تمہاری والدہ کا کھانا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور آپا مریم یعنی حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ کے گھر میں تھا۔ میں متوقع تھا کہ کھانے کے بعد مجھے حضور دعوت احمدیت دیں گے مگر ایسا نہیں ہوا اس لئے عمومی ملاقات اور کھانے وغیرہ کے بعد ہم واپس آ گئے۔

یقیناً اس عظیم الشان پیشگوئی کا ظہور ہمہ جہتی سچائیوں اور بیشمار نشانات پر مبنی ہے جو آئے دن احمدیت قبول کرنے والوں کے لئے ظاہر ہو رہے ہیں۔

خاندان محمدی بیگم صاحبہ میں شادیاں

گزشتہ سال 26 نومبر 2009ء کو لاہور میں تین شادیاں ہوئیں۔ سب بچیاں اور بچے محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے فرزند محترم مرزا محمد اسحٰق بیگ صاحب کی اولاد اور وعدہ الٰہی کے مطابق ایک نشان ہیں۔ ان کی مجمل تفصیل حسب ذیل ہے:

1......ارجمند فاروق صاحبہ بنت محترم مرزا فاروق احمد بیگ صاحب کا نکاح محترم مرزا شہزاد احمد بیگ صاحب ولد مکرم مرزا ناصر احمد بیگ کے ساتھ۔

2......ربیعہ فاروق صاحبہ بنت محترم مرزا فاروق احمد بیگ صاحب کا نکاح محترم مرزا شعیب احمد بیگ صاحب ولد محترم مرزا پرویز احمد بیگ صاحب کے ساتھ۔

3......آمنہ وقار صاحبہ بنت محترم مرزا وقار احمد بیگ صاحب کا نکاح محترم مرزا جہاں زیب احمد بیگ صاحب ولد مرزا فاروق احمد بیگ صاحب کے ساتھ ہوا ہے۔

تینوں نکاحوں کا اعلان محترم منصور احمد چٹھہ صاحب مربی سلسلہ احمدیہ جوہر ٹاؤن لاہور نے قبل از خطبہ جمعہ بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں کیا تھا اور تینوں کا حق مہر ایک ایک لاکھ روپے رکھا گیا تھا رخصتی

الگ الگ دنوں میں ہوئی تاہم دعوت ولیمہ کا اہتمام ایک ہی جگہ اور ایک ہی دن این ایف سی ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں ہوا۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ یہ رشتے جملہ عزیز و اقارب اور جماعت کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور اللہ تعالیٰ کے نشانات کا ظہور ٹھہریں۔ آمین

بقیہ صفحہ 8 سیلاب میں متاثر احمدی احباب

رہا ہے۔ اسی طرح متاثرہ احباب کو عارضی رہائش کے لیے خیمہ جات بھی مہیا کیے جا رہے ہیں۔ جبکہ ان علاقوں سے پانی واپس جانے کے بعد ان احباب کی مستقل رہائش گاہوں کی تعمیر کے حوالے سے بھی امدادی کارروائیاں کی جائیں گی۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام متاثرہ گھرانوں کو بالخصوص اور تمام احمدیوں کو بالعموم اپنی حفاظت میں رکھے اور سیلاب کے بعد پیدا ہونے والی وبائی امراض سے بھی انہیں محفوظ رکھے اور محض اپنے فضل اور رحم کے سائے تلے رکھے۔ آمین

اس وقت بھی متاثرہ گھرانوں کی خدمت اور ریلیف کا کام جاری ہے اور خوراک، راشن اور رہائش کے حوالے سے مدد کی جا رہی ہے۔ اس لیے جو احبابِ جماعت اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں اُن کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کی مد **"انسانی ہمدردی"** میں زیادہ سے زیادہ عطیات جمع کروا کر ممنون فرمائیں۔

ایسے مواقع پر جماعت احمدیہ ہمیشہ سے خدمتِ انسانی کے جذبہ کے تحت کام کرتی ہے۔ چنانچہ جہاں احمدی احباب کی مدد کی گئی وہاں ابتداء میں سیلاب سے متاثر غیر از جماعت احباب کو بھی کھانا پکوا کر بھجوایا جاتا رہا۔ علاوہ ازیں ڈی سی او چنیوٹ کو بھی سیلاب متاثرین کی امداد کے لیے امدادی سامان کا ایک ٹرک جماعت کی طرف سے بھجوایا گیا ہے۔

علاوہ مندرجہ بالا خدمت کے انسانی ہمدردی کے تحت خدمت انسانیت کا کام کرنے والا جماعت احمدیہ کا انٹرنیشنل ادارہ ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity First) بھی حالیہ سیلاب میں متاثر افراد کی امداد کا کام جاری رکھے ہوئے ہے اور خاص طور پر فراہمی خوراک کے شعبہ میں خدمت کی توفیق پا رہا ہے اور آئندہ مزید امداد کے سلسلہ کو جاری رکھنے کا لائحہ عمل بھی تیار کر لیا ہے۔

ہومیو ڈاکٹر مکرم نذیر احمد مظہر صاحب

پرفیوم کی تیاری اور اس کو محفوظ کرنے کا طریقہ

خوشبو سب کے لئے

آجکل پرفیوم (خوشبو) اس قدر مہنگی ہو چکی ہے کہ ایک خاص طبقہ ہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اس مضمون میں ہم ایک ایسی ترکیب بیان کریں گے جس کے ذریعے اعلیٰ اور معیاری خوشبو نہایت سستے داموں ہر شخص خود تیار کر سکتا ہے۔ یاد رکھیں کہ طبی نقطہ نگاہ سے خوشبو دل و دماغ اور روح کو فرحت و تازگی بخشتی ہے اور صحت پر نہایت خوشگوار اثرات مرتب کرتی ہے۔

سپرے پرفیوم کی تیاری

اجزاء:

1۔ کنسنٹریٹڈ آئل یعنی گاڑھی و تیز خوشبو۔ (Concentrated Perfume oil)

2۔ محلل، ہلکا کرنے والا کیمیکل جس کے لئے مارکیٹ میں کوڈ ورڈ (Code word) ٹی 20 استعمال ہوتا ہے۔ اور کیمیائی نام Methanol ہے اور الکحل کی قسم ہے یہ گاڑھی خوشبو عام طور پر 3 تا 5 حصے استعمال ہوتی ہے۔ اور باقی محلل ہوتا ہے۔ مگر بعض لوگ 10 تا 20 والی بھی استعمال کرتے ہیں۔ بہرحال یہ ہر شخص کی ذاتی پسند پر مبنی ہے۔

مثلاً گاڑھی خوشبو	3 حصے
ٹی 20	97 حصے
ٹوٹل	100 حصے

ہمارے نزدیک ہلکی اور دھیمی خوشبو بہت بھلی لگتی ہے۔ جیسا کہ ہم کائنات میں دیکھتے ہیں کہ پھولوں کی خوشبوئیں بھی ہلکی اور دھیمی ہوتی ہیں جو طبیعت کو بہت بھاتی ہیں۔ اس کے برعکس تیز خوشبو سے بعض طبائع کو سر درد اور الرجی کی علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں جو خوشبو زیادہ عرصہ تک قائم رہے وہ زیادہ پائیدار اور اصلی ہوتی ہے یہ محض غلط فہمی ہے ہلکی خوشبوئیں جلدی اڑ کر ختم ہو جاتی ہیں اور اصولی طور پر وہی صحت کے لئے مفید مانی جاتی ہیں۔

اب ہم چند مشہور عام خوشبویات کا ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔ یکم نومبر 2009ء کے مطابق فی اونس ان کی قیمتیں درج ذیل ہیں تاکہ ہر تیار کنندہ کو اندازہ ہو سکے کہ جو چیز اس نے تیار کرنی ہے اس پر اس کی کتنی لاگت آئے گی۔ (یہ پرچون قیمتیں ہیں ہول سیل اور پرچون میں خاصا فرق ہے)

ازارو	180 روپے
کول واٹر	160 روپے
چارلی	160 روپے
ڈن ہل	200 روپے
ایس کیپ	160 روپے
انٹی میٹ ای ایکس	160 روپے
نوبل	200 روپے
اوپیم	قریباً 150۔200 روپے
پیرس	قریباً 150۔200 روپے
پوائزن ای ایکس	200 روپے
پروفیسی	160 روپے
صندل آئل	25 روپے
بروٹ	180 روپے
لیمن گراس	60۔100 روپے
پولو	180 روپے
روما	160 روپے
ٹی روز	140 روپے
سٹرونیلا	60 روپے

مذکورہ گاڑھی خوشبویات میں سے کوئی ایک 2 تا 5 حصے میں ٹی 20، 95 تا 98 حصے ملا کر خوب ہلا لیں بعض اوقات ایک سے زیادہ خوشبویات کو مرکب کر کے T.20 میں ملایا جا سکتا ہے مثلاً

پروفیسی	2 حصے
ازارو	2 حصے
ٹی روز	2 حصے
صندل	2 حصے
ٹی-20 (الکوحل یا میتھانول)	92 حصے
ٹوٹل	100 حصے

یہ ہر شخص کی ذاتی و ذوقیہ پسند پر منحصر ہے کہ اسے کون سی چیز پسند ہے تاہم مذکورہ مرکب کو اکثر لوگ پسند کرتے ہیں۔

اجزاء کا حصول

لاہور میں شاہ عالم مارکیٹ میں پاپڑ منڈی بوتل بازار کے اندر بہت سی دکانیں ہیں جہاں سے اجزاء مل سکتے ہیں۔ ایک دکان جسے خالص اجزاء اور مناسب ریٹ کے لحاظ سے بہتر پایا وہ "لاہور ایسنیس ہاؤس ہے۔ مزید کوشش و تحقیق سے عین ممکن ہے اس سے بہتر کئی لوگ مل جائیں۔ نیز کراچی ایمپورٹنگ ایجنسی پاپڑ منڈی میں اچھی دکان ہے۔ فیصل آباد میں منٹگمری بازار میں دکانیں ہیں۔ کراچی میں کیمیکل سٹریٹ میں ہیں۔

پرفیوم کو سپرے پمپ میں بھرنے کا طریقہ

1۔ سپرے پمپ کا بٹن اتار کر الگ کر لیں۔

2۔ پلاسٹک کی 10 ایم ایل کی سرنج جس کی نوزل باہر ہو، لے کر اس کے ساتھ انفوژن سیٹ (گلوکوز کی ڈرپ) کا ربڑ والا حصہ نوزل کے اوپر چڑھا کر ربڑ کی (کانتر) لپیٹ کر خوب کس کر باندھ لیں۔ دوسرا سرا کھلا رہنے دیں۔

یہ چیزیں کسی بھی میڈیکل سٹور سے حاصل کر سکتے ہیں۔ سرنج B.D یا کسی اچھی کمپنی کی ہونی چاہئے۔

3۔ کسی کھلے منہ والے شیشے یا چینی کے برتن میں خوشبو اور T-20 اپنی پسند کے تناسب سے ملا کر رکھ لیں۔

4۔ تیار شدہ محلول سرنج میں بھر لیں اور سپرے پمپ کے سرے پر بائیں ہاتھ سے ربڑ کو بخوبی چڑھائیں اور بائیں ہاتھ کے ناخن کی مدد سے پمپ کے سرے کو نیچے دبائیں۔ اس سے پمپ کا لاک کھل جائے گا۔ دائیں ہاتھ سے سرنج کا پسٹن دبائیں اس سے محلول سپرے پمپ میں داخل ہوتا چلا جائے گا۔ 10 ایم ایل بھر کر ربڑ اتار لیں اور پمپ کے سرے کو انگلی سے ہلکا ہلکا دبائیں تاکہ ہوا خارج ہو جائے مذکورہ طریق پر شیشی کو بھر لیں اور تھوڑی سی جگہ خالی چھوڑ دیں۔

5۔ سپرے پمپ جس قدر اچھی کوالٹی کا ہو گا اسی قدر بھرنے میں آسانی ہو گی اور سپرے کرتے وقت اچھا نتیجہ دے گا۔

6۔ جو لوگ ذاتی ضرورت کے علاوہ اسے کاروباری رنگ دینا چاہیں وہ اسے اپنا سکتے ہیں اس میں منافع کا مارجن بہت زیادہ ہے۔

7۔ سپرے پمپ کی استعمال شدہ ہر قسم کی خالی شیشیاں کباڑیوں سے سستے داموں مل سکتی ہیں جو پاپڑ منڈی شاہ عالم مارکیٹ لاہور کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں۔ کاروباری شکل دینے کے لئے نئی شیشیاں خریدیں اور اپنے نام پر چلائیں۔

دوسری کمپنیوں کے طبع شدہ لیبل، کارٹن ان کے مخصوص برانڈ ناموں کے ساتھ مل سکتے ہیں جو کہ جعلی کام ہے، یہ شرعی اخلاقی اور قانونی جرم ہے، ہم ہرگز اس کے حق میں نہیں ہیں۔ شیشیاں بھرنے اور پمپ کو سیل کرنے کے لئے اسی مارکیٹ سے ایک مشین پانچ تا سات ہزار روپے میں مل جاتی ہے پھر سرنج کے چکر کی ضروت نہیں رہتی۔

ٹالکم پوڈر بنانا چاہیں تو اس کا میٹریل بھی وہاں سے مل سکتا ہے۔ خالی ڈبے، لیبل، سادہ ٹالکم پوڈر، خوشبویات وغیرہ۔ ٹالکم پوڈر میں مذکورہ بالا خوشبویات 5% کے تناسب سے ملا کر سستے داموں ٹالکم پوڈر تیار کر سکتے ہیں۔ خوشبو مفرد ملائیں یا مرکب یہ آپ کی مرضی و پسند پر منحصر ہے۔ شیمپو، کریمیں، کولڈ کریمیں و دیگر کاسمیٹکس (Cosmetics) کی اشیاء بہت سستے طور پر تیار ہو سکتی ہیں۔

آج کل ایک اور سہولت بھی ہے۔ کہ پلاسٹک کی شیشیوں پر الگ سے بنے ہوئے سپرے پمپ اسی مارکیٹ سے حسب منشا پلاسٹک کی (شیشیاں و پمپ) خرید لیں۔ ان میں مذکورہ بالا خوشبو کا محلول بھر کر اوپر سپرے پمپ فٹ کر لیں۔ یہ گھریلو استعمال کیلئے بہترین ہے۔ مگر شیشے کی بوتل کیلئے دوسرا طریقہ ہی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ مذکورہ بالا طریقہ سے خوشبو اس قدر سستی و معیاری تیار کی جا سکتی ہے۔ کہ اس سے ہر شخص استفادہ کر سکتا ہے۔ بلکہ اس کو ذریعہ معاش کے طور پر بھی اپنایا جا سکتا ہے۔ (یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ خوشبو سازی ہمارا محض ایک مشغلہ ہے نہ کہ کاروبار)

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کو خوشبو بہت پسند تھی۔ مگر اس ظاہری خوشبو کے علاوہ ایک اور خوشبو بھی آپ ﷺ کے وجود باجود میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ وہ خلق محمدی ﷺ کی خوشبو ہے۔ یہ دائمی خوشبو ہے اور ہمیشہ کے لئے زندہ و تابندہ ہے۔ اس خوشبو کے کمالات آنجناب کی ذات بابرکات پر ختم ہیں۔ خدا کرے ہم میں بھی یہ خوشبو آپ ﷺ کی حقیقی اتباع کے نتیجہ میں پیدا ہو جائے۔ (آمین)

جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزد کردگار

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم محمد سرور ظفر صاحب نگران طاہر بلاک انصاراللہ ضلع لاہور تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 29 جون 2010ء کو بعد نماز عصر خاکسار کی نواسی شامۃ المہدی بنت مکرم چوہدری محمد سلیم طاہر صاحب کی تقریب آمین خاکسار کے گھر میں منعقد ہوئی۔ محترم نصیر احمد قریشی صاحب مربی سلسلہ نے بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی موصوفہ نے ساڑھے پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور اپنی والدہ سے مکمل کیا۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے نیز قرآن کریم سے محبت پیدا فرمائے۔ آمین

نمایاں کامیابی

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو تحریر کرتے ہیں۔

ایک واقف نو عزیزم حارث قیوم خان ابن مکرم ملک عبدالقیوم خان صاحب ربوہ نے امسال اے لیول کے امتحان میں تمام مضامین میں Straight-A,s لئے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی عزیزم موصوف کیلئے مبارک فرمائے اور آئندہ مزید ترقیات کا پیش خیمہ ہو۔ آمین

کامیابی

مکرم محمد سرور ظفر صاحب نگران طاہر بلاک انصاراللہ ضلع لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے عزیزم کاظم احمد نے امسال لاہور بورڈ سے میٹرک کا امتحان 911/1050 نمبر لے کر A+ گریڈ میں پاس کیا ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کی یہ کامیابی مبارک کرے اور مزید کامیابیوں سے نوازے اور خادم سلسلہ اور نافع الناس بنائے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرم اعزاز احمد صاحب ابن مکرم محمد صدیق صاحب ساکن A-249 گلشن حدید فیز 2 کراچی نے سال 2006ء میں مذکورہ ایڈریس سے وصیت کی۔ اب موصوف اپنے مذکورہ ایڈریس پر موجود نہ ہیں۔ وہ خود یا ان کے کوئی عزیز رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو براہ کرم دفتر سے رابطہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ولادت

مکرم عبداللطیف شاد صاحب واقف زندگی جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم عبدالرشید شاد صاحب اور بھابی مکرمہ مدیحہ رشید صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 10 جولائی 2010ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ماریہ رشید عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم عبدالخالق شاد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حلقہ گلشن پارک لاہور کی پوتی، مکرم رشید احمد ناگی صاحب مرحوم سابق اکاؤنٹنٹ روزنامہ ''جنگ'' کی نواسی اور حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود آف نیلا گنبد لاہور کی نسل میں سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے بچی کو نیک، خادمہ دین، والدین کیلئے قرۃ العین بنائے نیز دین ودنیا کی تمام نعمتوں سے فیضیاب ہو۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ریاض احمد چوہدری صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری ہمشیرہ محترمہ اقبال حیدری بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم صوبیدار (ر) حکیم محمد احسن خان صاحب واہ کینٹ کے ہسپتال میں مورخہ 29 جولائی 2010ء کو بعمر 85 سال وفات پا گئیں۔ مورخہ 3/اگست 2010ء کو بعد نماز عصر بیت مبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد ان کے بڑے بھائی محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ غریبوں کی ہمدرد، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور خلافت سے بے پناہ عشق ومحبت کرنے والی نیک دل خاتون تھیں۔ غرباء کے ساتھ بہت حسن سلوک کرتیں۔ بعض کے باقاعدہ وظیفہ لگا رکھا تھا۔ بچوں کی بہت اچھی تربیت کی احمدیت اور خلافت سے ہمیشہ تعلق قائم رکھا۔ مرحومہ نے 7 بیٹیاں اور 4 بیٹے اور خاوند سوگوار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

خالی آسامیاں

(فضل عمر ہسپتال ربوہ)

مندرجہ ذیل سپیشلسٹ/ رجسٹرار/ نرسنگ میں مزید آسامیوں کی فضل عمر ہسپتال میں فوری ضرورت ہے۔

گائناکالوجسٹ

آئی سپیشلسٹ اور ENT سپیشلسٹ

ریڈیالوجسٹ

پیتھالوجسٹ (ہسٹو پیتھ)

پیڈز/ میڈیکل/ گائنی/ سرجیکل رجسٹرار میل/ فی میل

نرسز میل/ فی میل

ریڈیوگرافر اور لیبارٹری ٹیکنیشن

کوالیفائیڈ خواہشمند خواتین و حضرات اپنی درخواستیں صدر صاحب/ امیر صاحب جماعت کی سفارش سے بنام ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ جلد روانہ کریں۔ تجربہ رکھنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ بعض تجربہ کار کوالیفائیڈ حضرات کو کنٹریکٹ پر بھی رکھا جاسکتا ہے۔ مزید معلومات کیلئے ایڈمنسٹریشن آفس سے رابطہ فون نمبر 047-6215646 پر کرسکتے ہیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ملازمت کے مواقع

گورنمنٹ آف پاکستان پلاننگ کمیشن اسلام آباد کو سٹینوگرافر، اسسٹنٹ، سٹینوٹائپسٹ، یوڈی سی، ایل ڈی سی، ڈرائیور، نائب قاصد وغیرہ درکار ہیں درخواستیں 15 روز کے اندر اندر بھجوائی جاسکتی ہیں۔

ایک پبلک سیکٹر کو جنرل مینیجر الیکٹرونکس، اسسٹنٹ مینیجر آئی ٹی، جونیئر ایگزیکٹیو فنانس ایڈمنسٹریشن اسسٹنٹ ٹیکنیکل آفیسر سول اور سینئر چارج مین وغیرہ درکار ہیں۔ درخواستیں یکم ستمبر 2010ء تک جمع کروائی جاسکتی ہیں رابطہ کیلئے www.induction364.com

پاکستان سول ایوی ایشن اتھارٹی کو جنرل مینیجر فنانس درکار ہے۔

گورنمنٹ آف پاکستان منسٹری آف ٹیکسٹائل انڈسٹری پاکستان کاٹن سٹینڈرڈ انسٹیٹیوٹ کو کاٹن فیلڈ آفیسر درکار ہے۔ رابطہ کیلئے: 021-99216235

نوٹ:۔ تمام اشتہارات کی تفصیل کیلئے مورخہ 22/اگست 2010ء کا روزنامہ اخبار ڈان ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت وتجارت)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

سماجی کارکن۔ مدر ٹریسا

مشہور سماجی کارکن خاتون مدر ٹریسا 27/اگست 1910ء کو سربیا یوگوسلاویہ میں پیدا ہوئیں۔ وہ یوگوسلاویہ میں مقیم ایک البانی پرچون کی دوکان والے کی بیٹی تھیں۔ ان کا اصل نام Agnes Gonxha Bojaxhiu ہے۔

12 برس کی عمر سے وہ رفاہی کاموں میں مصروف ہوگئیں۔ ڈبلن میں ایک مشنری ادارے سے وابستہ ہوئیں اور نن بن گئیں۔ اس زمانے میں انگریزی تعلیم حاصل کی۔ 1929ء میں انگریزی کی استانی کے طور پر ہندوستان تشریف لائیں اور کلکتہ میں ایک کانونٹ درس وتدریس کا کام شروع کیا۔

ستمبر 1946ء میں درس تدریس کو خیرباد کہا اور غریبوں اور افلاس زدہ لوگوں کے لئے رفاہی کاموں کا آغاز کیا۔ ابتداء میں کچھ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اگست 1948ء میں ویٹکن (روم) کی باقاعدہ اجازت سے ایک خیراتی ادارہ قائم کیا۔ اب اس ادارے کی ہندوستان بھر میں متعدد شاخیں ہیں۔ ہندوستان کے علاوہ برطانیہ، آسٹریلیا، اٹلی، وینزویلا، تنزانیہ، اردن، یمن اور سری لنکا میں بھی اس ادارے کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس ادارے میں بوڑھے، قریب المرگ، افلاس زدہ، اندھے، لنگڑے، لولے اور یتیم بچوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ اس ادارے نے آسنول کے قریب شانتی نگر نام کی ایک بستی بھی بنائی ہے۔ جس میں جذامی اور کوڑھی افراد کا علاج کیا جاتا ہے۔

مدر ٹریسا نے بھارتی شہریت اختیار کرلی اور وہ نن کا روایتی لباس پہننے کے بجائے ساڑھی پہنتی تھیں۔ 1963ء میں بھارتی حکومت نے انہیں پدم شری کا خطاب عطا کیا۔ 1971ء میں پوپ جان xxiii کی یاد میں قائم کئے جانے والے امن انعام کی وہ پہلی حقدار ٹھہرائی گئیں۔ اس کے علاوہ انہیں جان ایف کینیڈی انٹرنیشنل ایوارڈ بھی دیا گیا۔ 1979ء میں انہیں امن کا نوبیل انعام دیا گیا۔ جو انہوں نے اوسلو جاکر حاصل کیا۔ اس انعام کی تقریب کے بعد وہ سویڈن بھی گئیں جہاں ان کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ نوبیل انعام کی رقم جو تقریباً ایک لاکھ پونڈ کے مساوی تھی، انہوں نے خیراتی کاموں کے لئے وقف کردی۔

پتہ درکار ہے

محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم ملک عنایت الرحمٰن صاحب وصیت نمبر 6583 ساکن مکان نمبر 18 گلی نمبر 21 مغل پورہ لاہور سے دفتر کا رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ براہ کرم وہ خود یا ان کے کوئی عزیز رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو دفتر سے رابطہ کریں یا معین ایڈریس سے مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ربوہ میں سحر و افطار 27 اگست

انتہائے سحر	**4:14**
طلوع آفتاب	5:38
زوال آفتاب	12:10
وقت افطار	**6:42**

(بقیہ از صفحہ 1)

نصاب امتحان کمیشن

ہر جزو میں کامیاب ہونا لازمی ہے

6۔ امتحان کا نصاب مندرجہ ذیل ہے۔

☆ قرآن مجیدہ ناظرہ مکمل، پہلا پارہ باترجمہ

☆ چالیس جواہر پارے،

ارکان......نماز مکمل باترجمہ

☆ کشتی نوح، برکات الدعا، عام دینی معلومات

☆ مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ

☆ نظم از درثمین، شان......

☆ انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ

☆ حساب بمطابق معیار میٹرک، عام معلومات

☆ امیدوار کا خوشخط ہونا لازمی ہوگا اور اردو InPage کمپوزنگ میں رفتار کم از کم 25 الفاظ فی منٹ ہونی چاہئے۔

7۔ تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والوں کا انٹرویو ہوگا ملازمت کیلئے انٹرویو میں کامیابی لازمی ہے۔

8۔ تحریری امتحان اور انٹرویو دونوں میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو فضل عمر ہسپتال ربوہ سے طبی معائنہ کرانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار ملازمت کے اہل ہوں گے جو فضل عمر ہسپتال ربوہ کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔

(ناظر دیوان)

درخواست دعا

❁ مکرم محمد حنیف صاحب جرمنی سابق کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ تحریر ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم محمد رشید صاحب کراچی جگر کے کینسر میں مبتلا ہیں۔ کیموتھراپی ہورہی ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

FD-10

درخواست دعا

❁ مکرم پروفیسر میاں منور احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جھنگ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ ڈاکٹر عطیہ رحمٰن صاحبہ کی گریڈ 19 میں ترقی ہوئی ہے۔ اب وہ خدا کے فضل سے چیف میڈیکل آفیسر ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ترقی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

تریاق بواسیر
بادی بواسیر کیلئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

ایکسپریس کوریئر سروس
کی جانب سے خوشخبری دنیا بھر میں اب آپ کے پارسل پہلے سے بھی زیادہ محفوظ اور جلد پہنچانے کی گارنٹی 10 روپے 20 روپے کم ریٹس کے چکر میں نہ آئیں
اعلیٰ سروس ہماری پہچان
vision DVD's & CD's Shop#5, Basement of Bakeman Plaza Adnan Market Sector # G-11/2 Market
Farhan Ahamd 0333-5376761,
آفس اسلام آباد 051-5827539
Zahid Mehmood 0321-7915213,
ربوہ آفس 047-6214955

PE
پاکستان الیکٹرو انجینئرنگ
نکل ٹینک، گولڈ پلانٹ، کروم ٹینک، بیرل ریکٹیفائر ٹرانسفارمر، اوون ڈرائر مشین، فلٹر پمپ، ٹائٹینیم ہیٹر، پاؤڈر کوٹنگ مشین، ڈی او نائزر پلانٹ
پی۔وی۔سی لائننگ، فائبر لائننگ
پروپرائٹرز: منور احمد۔ بشیر احمد
37۔ دل محمد روڈ، لاہور۔ فون: 0300-4280871, 0313-4280871, 042-37247744